

پارٹ: 3

دوسری جانب عکاشہ فریش ریڈ کلر کے لہنے میں ملبوس تھی۔ جس پر گلڈن کام نفاست سے گیا گیا تھا بالوں کو جوڑے میں قید کئے، ڈوپٹہ سیٹ کر کے ماتھے پر گلڈن ہی ماتھا پٹی تھی، جس میں سرخ رنگ لگے تھے اور گولڈن اور سرخ امتزاج کی جیولوری سمیت دو تین لڑکیوں کی ہمراہی میں اسی راستے پر چلتی ہوئی آرہی تھی جو سیدھا سیٹج تک پہنچتا تھا۔ عکاشہ مکمل دلہن کا روپ ڈھارے نہایت غضب ڈھا رہی تھی۔ عکاشہ کی آمد پر بھی بیک گراونڈ میں سونگ چل پڑے تھے، جو عکاشہ کی آمد کو مزید دلکش بنانے لگے۔ عکاشہ نے سامنے سیٹج پر دیکھا، ایک پل کو قدم دھیمے پر گئے گویا مزید چلنے کی سکت باقی نہ رہی ہو۔ اسٹیج پر اُسے خالہ جان اور احمد شاکد کھڑے نظر آئے۔ عکاشہ کے ذہن میں خالہ جان کے الفاظ گردش کرنے لگے۔

"وہ اپنی ماں کے ساتھ حیدر آباد چلی گئی ہے۔ ہمارا اس سے اب کوئی رابطہ نہیں ہوا۔" عکاشہ سر جھٹکتی خود کو پرسکون کرتی مضبوط قدموں سے سیٹج کی جانب بڑھنے لگی۔

"ہوں دیکھ رہیں ہوں اب تم اپنے فیصلوں میں باختیار ہو گئے ہو۔ اب تمہیں اپنی زندگی کے فیصلوں میں ہماری رائے کی ضرورت نہیں ہے۔" زوہیر کو بھی عائشہ بیگم کے کہے گئے الفاظ یاد آنے لگے۔ جو اس بات سے آگاہ کرنے کے لیے کافی تھے کہ عکاشہ کا عائشہ بیگم سے رابطہ ہو چکا تھا۔

"اوہ۔۔ اس سب کے پیچھے اس کا ہاتھ تھا؟ جانے اس نے ماما کو کیا کچھ جھوٹ سچ ملا کر بتایا ہو گا کہ ماما مجھ سے خفا ہیں، عکاشہ تم نے یہ بالکل اچھا نہیں کیا۔" زوہیر کو عکاشہ پر مزید غصہ آنے لگا۔

عکاشہ بیگم نے زوہیر کو عکاشہ کو سٹیج پر لانے کا اشارہ کیا تو وہ لوگوں کی موجودگی اور عکاشہ بیگم کا خیال کرتے ہوئے، نہ چاہتے ہوئے بھی عکاشہ کو سٹیج پر لانے کے لیے زوہیر نے اپنا ہاتھ عکاشہ کی طرف بڑھا دیا۔ جسے عکاشہ نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ سمیت تھام کر سٹیج پر آگئی۔ لیکن سامنے ریان اور بختاور بیگم کو دیکھ کر ان سے نظریں چڑا لیں۔

ریان جو عکاشہ کی طرف بڑھنے لگا تھا، اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کہاں تھی وہ اتنے دنوں سے؟ اور یہ سب کیا ہے۔۔؟" بہت سارے سوالات تھے جو وہ عکاشہ سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن بختاور بیگم کے الفاظ نے اس کے قدم روک لیے تھے۔

"تم بھی حقیقت کو مان لو، وہ اپنی مرضی سے گئی ہے، ڈھونڈا ان کو جاتا ہے جو گم ہو جائیں، جو لوگ خود چلیں جاتے ہیں، ان کو ڈھونڈا نہیں جاتا۔۔ کیونکہ اگر وہ زندگی کے کسی موڑ میں مل بھی جائیں تو وہ اجنبیت کا لبادہ اوڑھ کر گزر جاتے ہیں یا پھر چھپ جاتے ہیں۔" اور عکاشہ کا یوں نگاہیں چڑا لینا بختاور بیگم کی باتوں کو سچ ثابت کر رہی تھیں۔

کیا عکاشہ خود اپنی مرضی سے زوہیر بھائی کے ساتھ۔۔؟" اس سے آگے ریان کچھ نہ سوچ سمجھ سکا۔ اس کے اندر ابھرنے والے سوالات کا جواب، عکاشہ کا دلہن کے روپ میں کھڑے ہونا جواب کے طور پر کافی تھا۔۔

لوگوں کا لحاظ کرتے اپنی عزت کا بھرم رکھنے کے لیے سب اپنی اپنی جگہ خاموش سے ہو گئے تھے اور اسی خاموشی سمیت سب کی مبارکباد وصول کرنے لگے۔ جیسے تیسے کر کے تقریب اپنے اختتام کو پہنچی

تھی۔

عکاشہ اور ہدیہ کو عائشہ بیگم نے اندر لاؤنج میں بھیج دیا۔ بختاور بیگم اور ارسلان صاحب بھی خاموشی سے اپنے سوالوں کا گلہ گھونٹے سب سے ملتے ریان کو لیے اپنے گھر کے لیے روانہ گئے۔ سب ایسے خاموش تھے جیسے کسی کے پاس بولنے کو کچھ بچا ہی نہ ہو، وہ بولتے بھی تو کیا بولتے؟ ابھی بولنا اپنی عزت کو اپنے ہاتھوں سے گنوانے کے مترادف تھا۔

سب مہمانوں کے جانے کے بعد عائشہ بیگم اندر کی طرف بڑھ گئیں۔ زوہیر بھی خان بابا اور رشید کو جلدی جلدی ہدایت دینے کے بعد اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ زوہیر کو عکاشہ کی حرکت پر طیش آرہا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عکاشہ کو اٹھا کر باہر پھینک دیتا، آخر کیا سوچ کر وہ یہاں آئی تھی؟ زوہیر جب لاؤنج میں داخل ہوا، عائشہ بیگم عکاشہ کو زوہیر کے روم میں چھوڑ آنے کا بول رہی تھیں۔ ہدیہ عکاشہ کو اٹھاتے اپنا لہنگا بھی ایک ہاتھ سے سنبھالتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"نہیں یہ میرے روم میں نہیں جائے گی۔" زوہیر جو عائشہ بیگم کی بات سب چکا تھا فوراً اندر آت اس نے غصے سے کہا۔

"کیوں۔۔؟ کیوں نہیں جائے گی؟"

"بس ماما یہ میرے کمرے میں نہیں جائے گی۔ نہ ہی اس گھر میں رہے گی۔" زوہیر نے دانت پیستے عکاشہ کو خونخوار نظروں دیکھتے کہا تھا۔

"کیوں نہیں عکاشہ یہاں رہے گی؟ بیوی نہیں ہے یہ تمہاری۔۔؟ نکاح نہیں کیا تم نے اس سے؟"

عائشہ بیگم نے بھی دھیمے لہجے میں مگر طنزیہ انداز اپناتے کہا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"اما آپ اس کی باتوں میں نہیں آئیں۔۔ اس نے آپ کو جھوٹ میں لپیٹی کہانی سنائی ہوگی، اس نے آپ کو سچ نہیں بتایا ہوگا۔۔ میں آپ کو ساری بات بتاتا ہوں۔" زوہیر نے کہنا چاہا اور عکاشہ زوہیر کے یوں صفائیاں پیش کرنے پر طنزیہ مسکراتی رہی، ایک سکون تھا جو اس کے اندر اتر ریا تھا اور ہدیہ کبھی عکاشہ بیگم کو کبھی زوہیر کو کنفیوژن سے دیکھتی رہی تھی۔

"بس زوہیر، میں جان چکی ہوں سارا سچ اور تمہاری نظر میں ہماری ذرا بھی اہمیت ہوتی اور تم نے ہمیں بتانا ہوتا تو بہت پہلے بتا چکے ہوتے۔" عکاشہ بیگم نے زوہیر کی بات کاٹ دی۔

"کیا بتایا ہے تم نے اما کو؟، کون سا جھوٹ بولا ہے اما سے؟ ہاں بولو۔۔؟" زوہیر نے طیش میں آگے بڑھتے ہوئے عکاشہ کو بازو سے جھکڑتے جھنجھوڑ ڈالا۔

"وہی جو سچ تھا جس طرح زبردستی تم نے مجھ سے نکاح کیا۔ مجھے حراس کیا۔" عکاشہ نے دوبارہ جواب دیا۔

"ہدیہ تم ابھی اپنے روم میں جاؤ۔" عکاشہ بیگم نے زوہیر کی جارحیت دیکھتے ہدیہ کو فوراً روم میں بھیجوا دیا تھا۔

زوہیر چھوڑو اسے، یہ تم کس طرح بات کر رہے ہو؟ بات کرنے کی تمیز بھی بھلا چکے ہو؟ بیوی ہے یہ تمہاری۔۔"

"بیوی۔۔ ہونہ۔۔ یہ میری بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟ میں نہیں مانتا اسے اپنی بیوی جو گھر میں آتے ہی پھوٹ ڈلوادے۔"

"یہ پھوٹ کبھی نہ ڈلتی اگر تم کچھ بھی کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لیتے، لیکن تم نے پوچھنا تو دور بتانا تک ضروری نہیں سمجھا۔ اور رہی بات غلط بیانی کی تو عکاشہ نے کوئی غلط بیانی نہیں کی، میں خان

بابا اور رشید سے بھی معلومات لے چکی ہوں۔۔۔" عائشہ بیگم نے تفصیلاً کہا۔ لیکن زوہیر نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔ وہ بس ہر حال میں عکاشہ کو اپنے گھر سے باہر دیکھنا چاہتا تھا۔ جس نے پہلے اس کی بہن کے ساتھ بُرا کیا تھا اور اب اس کے گھر میں گھس آئی تھی اور پہلی بار عائشہ بیگم زوہیر سے خفا ہوئی تھیں۔

"تم نکلو ابھی یہاں سے۔۔۔" زوہیر کو عکاشہ کی موجودگی ہی آگ بھگولہ کر رہی تھی۔

"میں بتا رہی ہوں زوہیر، عکاشہ کہیں نہیں جائے گی، بیوی ہے تمہاری، یہ یہیں اسی گھر میں رہے گی۔" عائشہ بیگم کے لہجے میں سختی در آئی تھی۔

"بیوی۔۔؟ ٹھیک ہے جب یہ میری بیوی ہی نہیں رہے گی تو پھر اس کا یہاں اس گھر میں کوئی مقصد نہیں ہو گا نا؟ میں زوہیر حسن، عکاشہ صغیر تمہیں اپنے پورے ہوش و خواص میں تمہیں طلا۔۔۔" اس سے پہلے کے زوہیر کچھ کہتا عائشہ بیگم کے پڑنے والے تھپر سے زوہیر کے اگلے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ وہ عائشہ بیگم کو دیکھتا شکوہ رہ گیا۔۔۔ وہ شکوہ ہوتا بھی کیوں نا؟ زندگی میں پہلی بار عائشہ بیگم نے زوہیر حسن پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

"زوہیر حسن اس سے آگے تم نے ایک لفظ بھی بولا تو سمجھ لینا تمہاری کوئی ماں نہیں ہے، میرا اور تمہارا رشتہ اسی رشتے کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔" عائشہ بیگم نے ایک ایک لفظ چباتے اپنی بات مکمل کی تھی۔

اور زوہیر اپنی جگہ سے ہلنے کے قابل نہیں رہا تھا کہ عائشہ بیگم نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔ زوہیر بے یقینی کے عالم میں عائشہ بیگم کو دیکھتا رہا۔

"شادی کوئی مذاق نہیں ہے، کہ جسے چاہے تم اپنی زندگی میں زبردستی شامل کر لو گے اور پھر جب دل کیا چھوڑ دو گے۔"

زوہیر اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سمیت دانت پیستے عکاشہ کو دیکھتا رہا اور اپنا غصہ ضبط کرتے کچھ بھی کہے بغیر تیز تیز قدموں سے چلتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ عائشہ بیگم نے بھی خود پر قابو پاتے عکاشہ کو دیکھا جو عائشہ بیگم کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"آؤ عکاشہ بیٹا میں تمہیں روم دیکھا دیتی ہوں۔" عائشہ بیگم نے کہا اور عکاشہ کو لیے زوہیر حسن کے روم کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

"عکاشہ جو کچھ بھی ہوا ہے بھولنے کی کوشش کرنا۔ میں سمجھ سکتی ہوں تمہارے ساتھ غلط ہوا ہے، لیکن ہو سکے تو زوہیر کو معاف کر دینا اسے ضرور غلط فہمی ہوئی ہو گی۔" انھوں نے زوہیر کی صفائی میں کہا تھا۔

"آنٹی میں آپ کے کہنے پر یہاں آ تو گئی ہوں لیکن جو کچھ زوہیر حسن نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے بعد۔۔۔، آئی ایم سوری آپ مجھ سے اچھے کی توقع نہیں رکھیے گا۔" عکاشہ نے صاف گوئی سے کہہ دیا، عائشہ بیگم کچھ بھی کہے بغیر باہر چلی گئیں۔

"چیچ زوہیر حسن یہ تو بس شروعات تھی۔ ابھی آگے بھی دیکھنا تم کیا کرتی ہوں میں، تم نے مجھ پر کئی بار ہاتھ اٹھایا تھا نا؟ ان تمام تھپڑوں کا ازالہ تو آج ہو گیا ہے۔ مجھے پڑنے والے تھپڑوں کی اذیت ان کے مقابلے میں پھر بھی کم تھی جو تمہیں آج تمہاری ہی ماں کے ہاتھوں پڑا ہے، خیر دیکھتے ہیں کتنے دن یوں گھر سے باہر رہو گے؟ ویسے اچھا ہی ہے تم نے مجھ سے میرا آشیانہ چھینا اب تم اپنا گھر ہوتے ہوئے بھی باہر رہ رہے ہو۔ چیچ چیچ۔" عکاشہ نے عائشہ بیگم کے باہر جاتے ہی خیالوں میں

زوہیر سے مخاطب ہوتے کہا اور شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنی ایک ایک کر کے ساری جیولوری اتارنے لگی۔

"میں کبھی بھی اس گھر میں نہیں آنا چاہتی تھی، نجمہ صحیح کہتی تھی کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر پاؤں گی لیکن جب عائشہ آنٹی نے مجھے اپنی بہو بنانے کا کہا تو مجھے لگا کہ یہی صحیح رہے گا۔ میں تمہاری زندگی میں شامل ہو کر ہی تمہیں زچ کروں گی۔ تمہیں تمہارے اپنوں سے دور کروں گی، جس طرح تم نے مجھ سے میرے اپنے دور کر دیئے ہیں۔ تمہیں بھی ہر اس اذیت سے گزرنا ہو گا جس کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور جب جب مجھے تمہاری بربادی کا موقع ملے گا اس موقع کو کبھی ضائع نہیں ہونے دوں گی۔" عکاشہ گہری سوچوں میں گم تھی۔ لیکن پھر سر جھٹکتے ہوئے اس بھاری ڈریس سے نجات پانے کے لیے ڈریسنگ کی طرف بڑھ گئی۔



"اما آپ نے دیکھا عکاشہ نے زوہیر بھائی سے شادی کر لی۔؟ ایسا کیوں کیا ہے اس نے؟ خالہ تک کا خیال نہیں کیا اس نے۔؟" ریان کو بھی عکاشہ کے اس قدم کے پیچھے یہی وجہ لگ رہی تھی جو بختاور بیگم سمجھی تھیں۔

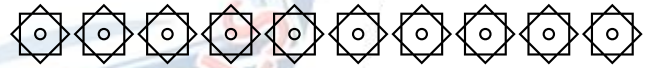
"میں تمہیں پہلے ہی کہا تھا۔ ورنہ وہ مل نہ جاتی۔ جیسے پولیس اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ محلے والوں نے بھی کہا تھا کہ بس ایک دن دیکھا بعد میں پھر غائب، تب دیکھنے آئی ہو گی کلثوم مرگئی یا نہیں۔ میں اس امید سے کہ وہ واپس آ جائے گی، اس کا بھرم رکھنے کے لیے لوگوں سے جھوٹ بولتی رہی تھی۔" بختاور بیگم کو بھی عکاشہ پر غصہ آرہا تھا۔

"اگر بات یہی تھی تو عائشہ نے ہمیں پہلے زوہیر اور عکاشہ کے نکاح کا کیوں نہیں بتایا۔؟" ارسلان صاحب نے پرسوج انداز میں کہا تھا۔

"نہیں مجھے نہیں لگتا عائشہ کو پہلے پتا تھا، جس طرح وہ زوہیر کو دیکھ رہی تھی، زوہیر نے بھی عائشہ کو نہیں بتایا تھا۔ عائشہ بھی ہماری طرح اس سب سے انجان تھی۔ یہ سب عکاشہ اور زوہیر کی ملی بھگت لگ رہی ہے مجھے۔" بختاور بیگم نے اپنی سوچ کا اظہار کیا۔

"ہوں۔۔" ارسلان صاحب نے ہنکارا بھرا تو ریان بھی بنا کچھ کہے اپنے روم میں چلا گیا تھا۔ ارسلان صاحب مایوسی سے ریان کو جاتا دیکھتے رہ گئے۔ وہ جانتے تھے ریان بہنوں سے بھی بھر کر عکاشہ کا خیال رکھتا تھا اور عکاشہ نے کیا کیا تھا؟ اس کا مان توڑ دیا تھا۔

"میرا بچہ کافی ہرٹ ہوا ہے عکاشہ کے اس عمل سے، اتنا اٹیچ تھا عکاشہ سے اور عکاشہ نے خیال تک نہیں کیا ریان کا۔" بختاور بیگم منہ میں بڑبڑاتی رہ گئی۔



"زوہیر یوں ہی کئی گھنٹوں تک سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ پھر تھک ہار کر ایک جگہ گاڑی روک دی اور خود باہر غصے سے ٹھہلنے لگا وہ اس بات کو ماننے کو تیار نہیں تھا کہ عائشہ بیگم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ صرف اور صرف اس عکاشہ کے لیے؟

"عکاشہ تم نے یہ بالکل اچھا نہیں کیا ہے۔ میری ماما نے آج تک کبھی پیار سے بھی مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا ہے۔۔ آج صرف تمہاری وجہ سے ماما نے مجھے تھپڑ مارا ہے، کیوں کیا تم نے ایسا؟ کیوں میری زندگی میں آئی ہو۔۔؟ کس لیے آئی ہو۔۔؟ کیا مقصد ہو سکتا ہے تمہارا میرے گھر میں آنے کا۔؟"

"کہیں عکاشہ کی واپسی کا مقصد دولت تو نہیں ہے؟ جب ریان نے اسے دھتکار دیا تو اس نے یہ حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا، اور میری زندگی میں شامل ہونے چل پڑی ہے۔"

"ریان بھی اسی لیے ہدیہ سے شادی کے لیے راضی ہوا ہوگا بھلا وہ عکاشہ سے نکاح اب کیسے کر سکتا تھا؟ وہ تو پہلے ہی میرے نکاح میں تھی؟" زوہیر ہر بات کے پہلو کو نیگیٹو سوچنے لگا تھا۔ وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

"ہاں ہم کونسا عکاشہ کو جانتے ہیں؟ بھلے ہی بچپن میں جانتے تھے لیکن وہ بچپن تھا، بچپن میں انسان جیسا ہوتا ہے، بڑا ہو کر بھی ویسا ہو اس کی کیا گاڑی ہوتی ہے؟ انسان وقت کے ساتھ ساتھ بدل جاتا ہے۔ ورنہ عکاشہ لوگوں کے حالات تو تب بہتر تھے اب وہ دولت کے لیے کر رہی ہے یہ سب کچھ۔۔۔ لیکن میں اسے اس کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا، وہ ماما کو تو ورغلا سکتی ہے، لیکن زوہیر حسن کو نہیں۔" زوہیر کا دماغ جانے کس رو میں بہکنے لگا تھا۔ جب اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو "واجد کالنگ" کے الفاظ اسکرین پر جگمگا رہے تھے زوہیر نے کال ریسیو کر لی۔

"بس ہماری دوستی یہی تھی کہ تم نے مجھے اپنی شادی میں انوائٹ نہیں کیا۔ انوائٹ تو دور کی بات ہے بتایا تک نہیں۔ وہ تو مجھے ابھی پتہ چلا کہ ہدیہ کے نکاح کے ساتھ ساتھ مخترم اپنا ولیمہ بھی سیلبریٹ کر رہے ہیں۔" کال ریسیو کرتے ہی واجد کی آواز ابھری جو کال ریسیو ہوتے ہی گلے کرنا شروع ہو گیا تھا۔

"میں تمہارے گھر آ رہا ہوں" زوہیر نے واجد کی باتوں کو نظر انداز کرتے کہا اور فون بند کر کے جیب میں ڈالتا گاڑی میں روانہ ہو گیا۔



اجمل صاحب کے ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی تھی۔ سب سے بڑا اشفاق اور پھر بختاور بیگم، اجمل صاحب اشفاق کی نسبت بختاور سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ ایک وہ چھوٹی تھی دوسرا ماں کا سایہ بھی نہیں تھا، بختاور کی کوئی دوست نہیں تھی سوائے کلثوم کے۔ جو کے ساتھ والے گھر میں رہتی تھی۔ دونوں کے حالات میں زمین آسمان کے فرق کے باوجود دونوں کی دوستی برقرار تھی۔ دونوں کے سکول الگ الگ تھے۔ پھر بھی دونوں میں بہت گہری دوستی تھی دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ یوں ہی وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کی دوستی گہری ہوتی گئی۔

بختاور بیگم نے میٹرک کے بعد کالج جانا شروع کر دیا جبکہ کلثوم بیگم متوسط طبقے سے تعلق کی بنا پر اپنی تعلیم مکمل نہ کر پائی، کالج میں ہی بختاور کی دوستی عائشہ سے ہو گئی، لیکن اس کے باوجود کلثوم کے ساتھ دوستی میں فرق نہیں آیا، بختاور بیگم جب بھی کالج سے واپس آتیں سب سے پہلے کلثوم کے گھر کا ہی رخ کرتی تھی، جب تک وہ کلثوم کو ساری روداد نہ سنالیتی ان کو چین ہی نہیں ملتا تھا۔ عائشہ بیگم اور بختاور بیگم کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا، جبکہ کلثوم بیگم کبھی بختاور کے گھر جاتیں تو ان کی بھی بات ہو جاتی عائشہ سے۔ وقت گزرتا گیا جب کلثوم کی شادی اس کے والدین نے صغیر سے کر دی۔ صغیر صاحب اکیلے رہتے تھے ماں باپ بہن بھائی کوئی بھی رشتہ ان کا اس دنیا میں نہیں تھا، ایک سکول میں بطور ٹیچر کام کرتے تھے۔ اچھی آمدن تھی تو کلثوم کے والدین نے اس کی شادی کر دی۔ وہ یہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر یعنی سسرال چلی گئیں۔

دوسری طرف عائشہ بیگم کی بھی شادی حسن صاحب سے ہو گئی، عائشہ بیگم اپنی زندگی میں خوش اور مطمئن تھیں۔ بے شک حسن صاحب ایک اچھے شوہر ثابت ہوئے تھے۔ ان کی زندگی کو مزید زوہیر

کی آمد نے رنگوں سے بھر دیا، عائشہ بیگم شادی کے بعد بھی بختاور بیگم کے گھر آتی جاتی رہیت تھی۔ جبکہ بختاور بیگم کی بھی شادی ہوگئی لیکن کلثوم بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ پھر اللہ نے بختاور بیگم کو ریان احمد جبکہ کلثوم بیگم کو عکاشہ سے نواز دیا۔

عکاشہ ابھی دو برس کی تھی جب صغیر صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے، جس سے کلثوم بیگم کے حالات مزید خراب ہو گئے وہ اکیلی عورت کیا کرتیں۔؟ اسی وقت بختاور بیگم نے ان کا خوب ساتھ دیا۔ بختاور بیگم اکثر عکاشہ کو اپنے گھر لے آتی تو ریان اور عکاشہ میں خوب دوستی ہو گئی۔ عکاشہ کا بچپن ریان کے ساتھ ہی گزرہ، یہیں عائشہ بیگم کی بھی اکثر آمد سے عکاشہ سے مل لیتیں یا کبھی کبھار کلثوم سے ملاقات ہو جاتیں۔ جو کافی صابر خاتون تھیں۔ زوہیر اور ہدیہ بھی ان کے ساتھ ہوتے جو عکاشہ اور ریان کے ساتھ گھل مل جاتے۔۔۔ سب کچھ اچھے سے جا رہا تھا۔ جب کچھ سالوں بعد حسن صاحب کو بزنس کے معاملے میں امریکہ جانا پڑ گیا فیملی کو وہ یہاں اکیلے چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ جس کی وجہ سے وہ عائشہ بیگم اور اپنے دونوں بچوں سمیت امریکہ چلے گئے۔۔۔ ان کے امریکہ جانے کے بعد بختاور بیگم اور عائشہ کے روابط میں خاصی کمی آگئی۔ بختاور بیگم بھی کچھ اپنی زندگی کی مصروفیات میں یوں مصروف ہوئیں کہ پھر عائشہ سے اتنا رابطہ نہ رہا۔ لیکن کلثوم کے ہاں ان کا آنا جانا لگا رہتا۔ شروع میں تو بختاور بیگم نے کلثوم کے منع کرنے کے باوجود عکاشہ کی تعلیم اپنے ذمے لے لی۔ عکاشہ پڑھائی میں انٹیلیجنسی کی بنا پر اسکالرشپ لیتی رہتی تھیں، اور پھر ٹیوشن پڑھانے لگی۔۔۔

کلثوم بیگم کے حالات اب بھی ویسے ہی تھے بس ایک گھر تھا جو صغیر صاحب کا تھا جو کافی اچھا تھا۔ اور باقی بختاور بیگم نے ان کا خاص خیال رکھا تھا جس کی وجہ سے عکاشہ اپنی تعلیم مکمل کر پائی تھی۔

اب تو ماشاء اللہ سے ریان اور عکاشہ بھی بڑے ہو گئے تھے دونوں میں خوب انڈاسٹینڈنگ تھی۔ ریان کی کوئی بہن نہیں تھی، لیکن اس نے عکاشہ کو اپنی بہنوں سے بھی بڑھ کر اس کا خیال رکھا تھا۔ دونوں جھگڑتے بھی خوب تھے اور دوستی بھی تھی۔ عکاشہ اپنی ہر بات ریان سے شنیر کوئی تھی اور ریان بھی۔ حتیٰ کہ ہدیہ کے بارے میں بھی ریان نے عکاشہ کو بتا دیا تھا۔ عکاشہ بچپن سے ہی ریان کو احمد بلانے لگی تھی اب یہ عادت اتنی پختہ ہو چکی تھی کہ وہ ابھی تک احمد ہی بلاتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو سمجھتے تھے، جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ عکاشہ کے غیر موجودگی پر بھی ریان یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ عکاشہ خود سے کسی کے ساتھ جاسکتی ہے۔ وہ جانتا تھا عکاشہ اپنی ماں سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ پھر وہ کیسے جاسکتی تھی؟ ان کو اس حال میں چھوڑ کر؟ لیکن جو کچھ اس نے آج دیکھا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ عکاشہ خود سے ہی گئی تھی۔ وہ بھی زوہیر حسن کے ساتھ، لیکن اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر عکاشہ نے ایسا کیوں کیا؟ اگر اسے زوہیر حسن سے محبت تھی تو اس نے یہ راستہ کیوں چنا؟ ایک بار وہ بات کر کے دیکھتی، ریان خود اس کی شادی کروا دیتا۔ اسی بات نے ریان کو پریشان کر دیا تھا کہ کیا عکاشہ اس پر اتنا یقین بھی نہیں کر پائی تھی کہ ریان سے شنیر کرتی۔



"جب سے عائشہ بیگم نے زوہیر حسن پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ وہ خود بھی اپ سیٹ ہو گئی تھیں۔ آخر ہوتی بھی کیوں نہ اپنی زندگی میں پہلی بار ہاتھ اٹھایا تھا زوہیر حسن پر۔ اور اوپر سے زوہیر کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ کہاں ہے۔"

"خان بابا زوہیر واپس نہیں آیا ابھی تک؟" عائشہ بیگم نے تفکر سے خان بابا سے زوہیر کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ جو دو دن سے گھر نہیں آیا تھا، نہ ہی اس کی کوئی خبر تھی۔

"نہیں بیگم صاحبہ۔" خان بابا نے سر جھکاتے افسردگی سے کہا۔

"اس کا کچھ پتہ بھی نہیں چلا کہ کہاں ہے؟" پریشانی عائشہ بیگم کے ہر انداز سے عیاں تھی۔

"نہیں۔۔ شاید وہ اپنے کسی دوست کی طرف ہوں۔"

"ہوں ٹھیک ہے آپ جائیں۔" عائشہ بیگم کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"آخر زوہیر کہاں جا سکتا ہے۔۔؟ کبھی مجھ سے ایسے ناراض نہیں ہوا جیسے ابھی ہوا ہے۔۔ اللہ میرے

بیٹے کی حفاظت کرے۔" عائشہ بیگم وہی لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی پریشانی سے زوہیر کے لیے دعا کرنے لگی۔۔

"اسلام و علیکم۔!" عکاشہ نے لاؤنج میں آتے عائشہ بیگم کو سلام کیا اور وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہوں۔۔ وعلیکم اسلام۔"

"پریشان ہیں؟"

"ہوں۔۔ کبھی وہ مجھ سے ناراض نہیں ہوا اور اب ناراض ہوا ہے تو اپنی ماں کو اپنا چہرا تک دیکھانے

کا روادار نہیں سمجھ رہا" عکاشہ بیگم افسردہ ہو گئی تھیں۔

"آپ پریشان نہیں ہوں آنٹی سب ٹھیک ہو جائے گا، آ جائے گا واپس۔" عکاشہ کو جانے کیوں عائشہ

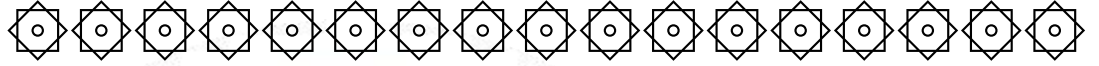
بیگم کا پریشان ہونا اچھا نہیں لگ رہا تھا شاید وہ جانتی تھی اس سب سے عائشہ بیگم نہ واقف تھی۔۔

زوہیر کے کئے کی سزا وہ کسی اور کو نہیں دے سکتی تھی۔

"ہوں۔۔ تم ناشتہ کر لو۔۔ بشیراں نے ناشتہ تیار کر دیا ہوگا"

"آپ بھی چلیں میرے ساتھ۔ ناشتہ اکٹھے کرتے ہیں۔"

"ہدیہ تو آج یونیورسٹی گئی ہے وہ جانا نہیں چاہ رہی تھی میں نے ہی بھیج دیا اور ناشتہ میں نے کر لیا ہے تم کر لو" عائشہ بیگم نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاتے کہا اور عکاشہ کو ناشتہ کرنے بھیج دیا۔
عکاشہ بھی ناشتہ کرنے لگی۔



"ہدیہ پریشان سی کلاس میں بیٹھی تھی۔ زوہیر حسن کا یوں اچانک کہیں چلے جانا ہدیہ کو پریشان کر رہا تھا۔" جانے کیا بات ہوئی تھی کہ بھائی ماما سے ناراض ہو کر چلے گئے اور موبائل بھی بند کر دیا ہے۔ کسی سے رابطہ تک نہیں کر رہے ہیں۔" ہدیہ پریشانی سے کلاس میں بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔
"ارے تم یہاں اکیلے کیوں بیٹھی ہو۔؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا۔" زمل نے ہدیہ کو یوں اکیلے بیٹھے دیکھ کر طنزیہ کہا تو ہدیہ نے چونکتے ہوئے زمل کر دیکھا۔

"اوہ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا مبارک دینے کا، چلو کوئی نہیں ابھی دے دیتی ہوں۔۔ مبارک ہو نکاح کی، آخر تمہارا نکاح ریان سے ہو ہی گیا ہے۔" زمل کے کہنے پر بھی ہدیہ نے کوئی رسپانس نہیں دیا ویسے ہی بیٹھی رہی تھی۔

"تم سوچ رہی ہوگی کہ میں تمہیں کیوں مبارک دے رہی ہوں۔؟ یار مبارک اس لیے دے رہی ہوں کل کو تم بھی مجھے مبارک دینا جب میری شادی ریان سے ہو جائے گی"
"کیا مطلب۔۔؟" ہدیہ نے حیرت سے زمل کو دیکھتے کہا جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔

"تم کیا سمجھتی ہو نکاح کر لو گی تو ریان تمہارا ہو جائے گا۔؟؟ نہیں۔۔ میں محبت کرتی ہوں ریان سے اور وہ صرف میرا ہے۔۔ رہی بات تمہارے اور ریان کے نکاح کی تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ نکاح ٹوٹ بھی سکتا ہے۔" زمل نے لا پرواہی کا خوب مظاہرہ کرتے کہا۔

"نکاح کا بندھن اتنا کمزور نہیں ہوتا جو یوں ہی ٹوٹ جائے۔"

"کمزور ہی تو ہوتا ہے، کچے دھاگے سے بھی کمزور رشتہ ہے جو کبھی بھی ٹوٹ سکتا، تین لفظوں سے شروع ہوتا ہے۔ تین پر ہی ختم ہو جاتا ہے، ہاں اگر تم نے ریان کو پالیا ہوتا تو۔۔" زمل نے کندھے اچکاتے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے نکاح کا بندھن بھلے ہی کچے دھاگے جتنا کچھا ہو، لیکن جب اس بندھن میں محبت، یقین، اعتماد، خلوص، چاہت شامل ہو جائے نہ تو یہ بندھن چٹانوں سے بھی زیادہ مضبوطی اپنے اندر سمو لیتا ہے۔، جو پھر ٹوٹتا نہیں ہے۔ لیکن جو اسے توڑنے کی کوشش کرے گا، اُسے ضرور توڑ دے گا" ہدیہ کے جواب نے ایک پل کو زمل کو لاجواب کر دیا تھا۔

"دیکھو زمل ہم دونوں بیسٹ فرینڈز رہ چکی ہیں۔ ہماری دوستی کو کیوں خراب کر رہی ہو۔۔؟ تم یہ

اکسیپٹ کیوں نہیں کر لیتی کہ ریان تم سے نہیں محبت کرتا اور اب ہمارا نکاح ہو چکا ہے۔"

"نہیں میں ریان سے محبت کرتی ہوں۔۔ وہ صرف میرا ہے۔۔ آئی سمجھ۔" زمل نے ترخ کر کہا ہدیہ افسوس سے زمل کو دیکھنے لگی۔

"دیکھو زمل اگر تم ریان سے محبت کرتی ہو تو پھر اس کی خوشی میں خوش کیوں نہیں ہو جاتی۔۔؟

محبت تو محبوب کی خوشی کا نام ہے۔ میں بھی پہلے جذباتی ہو گئی تھی لیکن۔۔"

"تم مجھ سے ریان کو چھین کر کہہ رہی ہو کہ خوش ہو جاؤں۔۔؟ مائی فٹ۔۔ ہر اچھی چیز تمہارے حصے میں آئے اور میں خوش ہو جاؤں۔۔؟ ہونہہ " زمل کی بات پر ہدیہ نے جواب نہ دینا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ زمل کو سمجھانا یا بات کرنا فضول تھا۔

"اور ایک بات تم یاد رکھنا ریان کو میں حاصل کر کے رہوں گی ، because rayan is just mine " زمل کے کہنے پر ہدیہ سر جھٹکتی بغیر کچھ کہے باہر چلی گئی۔

"اترا لو جتنا اترانا ہے۔۔ میں بھی دیکھتی ہوں کب تک اترؤ گی۔۔" زمل وہی کسی گہری سوچ میں کھو گئی۔



"وہ دو دن سے سوچوں میں گم اور عائشہ بیگم سے ناراض تھا۔ جنہوں نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا صرف عکاشہ کے لیے۔۔ اور عکاشہ کے آنے کا مقصد زوہیر کو صرف دولت کی لالچ ہی لگ رہی تھی۔۔ اب وہ واپس گھر جانے کا سوچ رہا تھا۔ جب اس کے فلیٹ کی بیل بجی۔۔ (یہ فلیٹ دو دن پہلے ہی خریدا تھا) زوہیر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ اند آؤ۔۔" زوہیر نے سامنے واجد کو دیکھتے راستہ دیا (واجد زوہیر حسن کا دوست تھا جو ڈاکٹری کے شعبے سے تعلق رکھتا تھا، دونوں کی دوستی کو کہیں سال ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بھی تھا)

"کب تک تم یوں ہی ہوٹل میں رہو گے۔۔؟ گھر جانے کا ارادہ نہیں بنا کیا؟" واجد نے اندر آتے دریافت کیا۔

"ہوں بس ابھی سوچ ہی رہا تھا۔ پہلے آفس جاؤں گا پھر رات کو گھر جاؤں گا۔" زوہیر نے کیچن کی طرف جاتے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔۔ ویسے بھی دیکھو زوہیر غلطی تمہاری ہے تم نے غلطی کی۔۔ چلو جو بھی وجہ تھی نکاح کی، لیکن تمہیں آنٹی کو اعتماد میں لیتے ہوئے بتانا چاہیے تھا"

"خیر جو بھی ہو گیا ماما کو تو میں منالوں گا بس اب یہ عکاشہ نامی بلا کو نکالنا ہے۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔" زوہیر نے جیسے مسئلے کا حل بتایا۔

"کیا کرو گے تم؟"

"وہ جیسے خود سے آئی ہے، ویسے ہی خود ہی جائے گی۔ اسے جانا ہی ہو گا ورنہ میں اس کے ساتھ وہ کروں گا کہ یاد رکھے گی" زوہیر نے دانت پیستے کہا۔

"اتنی نفرت کیوں کرتے ہو اس سے؟"

"شاید اس لیے کہ اس نے مجھ سے میری بہن دور کرنے کی کوشش کی، اور اب ماما کو مجھ سے بدگمان کر دیا ہے۔۔"

"لیکن تم کہہ رہے تھے کہ تمہیں ریان سے ملاقات کے دوران ایسا نہیں لگا تھا کہ وہ کسی اور میں انٹر سٹڈ ہو سکتا ہے"

"ہاں مجھے بھی لگا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ عکاشہ کی گمشدگی کی وجہ سے وہ اسے ایکسیپٹ نہیں کر سکتا تھا۔ ہدیہ کا رشتہ اچھا لگا اسے تو اس نے ایسا کیا ہو۔" زوہیر نے کافی واجد کی طرف بڑھاتے کہا۔ جیسے واجد نے تھام لی اور اپنا کپ لیے روم کی طرف بڑھ گیا تو واجد بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

"اور وہ ہدیہ کی یونیورسٹی فیلو نے بھی کہا تھا کہ وہ لڑکی عکاشہ صغیر ہے۔ جس نے ہدیہ سے وہ سب کہا تھا جس کی وجہ سے اس نے سوسائٹیڈ کرنے کی کوشش کی تھی" زوہیر نے حوالہ دیتے کہا۔
"لیکن ریان اور عکاشہ کزنز ہیں، اگر عکاشہ نے ریان کو بتا دیا تو ریان کا ری ایکشن کیا ہوگا جانتے ہو۔۔؟"

"نہیں مجھے نہیں لگتا وہ ایسا کچھ کرے گا۔۔ بختاور آنٹی اسے ایسا نہیں کرنے دیں گئیں، چاہیے میں غلط ہوں وہ میری غلطی کی سزا ہدیہ کو کبھی نہیں دیں گی۔۔ اور ویسے بھی میں صحیح ہوں۔"
"ہوں۔۔ ہو سکتا ہے"

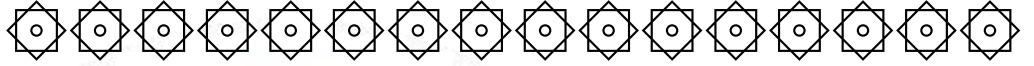
"خیر جو بھی ہے فلحال مجھے عکاشہ سے کسی طرح چھٹکارا پانا ہے، باقی بعد میں دیکھی جائے گی اور تم کیا یہاں صرف کافی پینے آئے ہو۔۔؟" زوہیر نے واجد کو دیکھا جو مزے سے کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟" واجد نے نا سمجھی سے زوہیر کو دیکھتے پوچھا۔
"مطلب یہ کہ کافی پی کر میرے لیے ناشتہ بناؤ۔۔ آفس کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ تب تک میں تیار ہو جاؤں۔"

"ناشتہ اور میں۔۔؟" واجد کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو بے تاب تھیں۔
"ہاں جی ناشتہ وہ بھی تمہارے ہاتھ کا۔" زوہیر نے الماری سے کپڑے نکالتے کہا۔
"یہ نا انصافی ہے ایک کپ کافی کے بدلے سارا ناشتہ میں تیار کروں۔۔؟ میں کیا بیوی ہوں تمہاری جو میرے ہاتھوں کا تم نے کھانا ہے؟ مجھ سے نہیں بنتا۔" واجد نے منہ بناتے کہا۔

"بنانا تو تم نے ہی ہے۔۔ اوکے میرے آنے تک ناشتہ تیار ہو جائے۔" زوہیر اپنا حکم صادر کرتا واش روم میں گھس گیا۔

"انتہائی فضول انسان ہو تم۔" واجد نے بھی پیچھے سے ہانک لگائی اور منہ بسورتا کیچن کی طرف بڑھ گیا۔



"ماما مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" زمل نے بلیک ساری میں ملبوس نک سک سی تیار مسز محمود سے کہا۔ جو کہیں جانے کے لیے تیار تھی۔

"سوری زمل میں تم سے آکر بات کروں گی ابھی مجھے ایک پاڑتی میں جانا ہے۔" مسز محمود نے اپنی ساری کا پلو سیٹ کرتے کہا۔

"لیکن ماما میری بات۔۔"

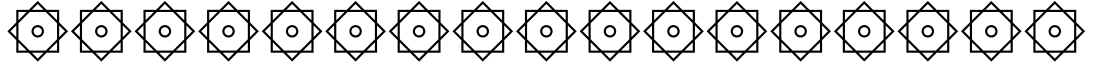
"کہا نہ آکر ہو گئی۔ اوکے ابھی میں نکلتی ہوں نہیں تو لیٹ ہو جاؤں گی۔" مسز محمود بغیر سنے چلی گئی۔

"کاش ماما آپ بھی ہدیہ کی ماما کی طرح ہوتیں جو اپنے بچوں کی خود سے زیادہ کثیر کرتی ہیں لیکن آپ۔۔" زمل نے سر جھٹکتے سوچا۔

"کوئی بات نہیں، ریان کی ماما، اسکی فیملی بھی بہت کثیرنگ ہیں۔ جب میری ریان سے شادی ہو جائے گی تب مجھے بھی آئیڈیل فیملی مل جائے گی جہاں محبت سے جوڑے رشتے ہونگے۔ جہاں سب ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہونگے، ایک دوسرے کے لیے وقت ہوگا۔ آپ کے لیے ماما کبھی ہم بہن

بھائیوں کے لیے ٹائم ہی نہیں ہوتا۔ "زلزل سوچتی رہ گئی۔ جب اس کے موبائل پر کال آنے لگی تو وہ چونک سی گئی اور سکرین پر پرینیاں کا نمبر دیکھ کر کال ریسیو کر لی۔

"اوکے ٹھیک ہے میں ابھی آرہی ہوں۔" زلزل نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔



"بیگم صاحبہ نیچے بلا رہی ہیں کھانا کھالیں ہدیہ بی بی۔" ہدیہ کالج سے آتے ہی اپنے روم میں بیٹھی تھی جب ملازمہ نے عائشہ بیگم کا پیغام دیا۔

"تم چلو میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔" ہدیہ کے کہنے پر ملازمہ سر ہلاتی واپس چلی گئی۔ ہدیہ بھی سلیپر پہنے نیچے چلی آئی جہاں عائشہ بیگم اور عکاشہ کھانے کی ٹیبل پر پہلے سے ہی براجمان تھیں۔ ہدیہ بھی چیئر کھینچتے عکاشہ کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گئی۔ عکاشہ جب سے اس گھر میں آئی تھی ہدیہ کی عکاشہ سے بات ہی نہیں ہو پائی تھی۔

"کیسی ہیں بھابھی؟" ہدیہ نے مسکراتے ہوئے بشاش انداز میں عکاشہ کو مخاطب کیا لیکن عکاشہ کے کوئی جواب نہ دینے پر ہدیہ کی مسکراہٹ پھکی پڑ گئی۔

"ناراض ہیں آپ مجھ سے؟"

"تم تو ایسے پوچھ رہی ہو جیسے تم کچھ جانتی ہی نہیں ہو۔" عکاشہ نے لہجے میں تلخ در آئی۔

"عکاشہ تم کچھ لے کیوں نہیں رہی؟ یہ لو یہ بریانی کھاؤ، بشیراں بہت مزے کی بناتی ہیں۔" عائشہ بیگم نے بریانی کی ڈش عکاشہ کی طرف بڑھاتے کہا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ہدیہ اور عکاشہ کے درمیان کوئی تلخ کلامی ہو۔

"نہیں آنی جتنی مجھے بھوک تھی میں کھا چکی ہوں، آپ لوگ کھائیں۔" عکاشہ ایک تلخ نگاہ ہدیہ پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی، عائشہ بیگم عکاشہ کو جاتا دیکھتی رہ گئیں۔ انہیں ہدیہ کی موجودگی میں عکاشہ کا اٹھ کر چلے جانا سمجھ آ رہا تھا۔

"ماما بھابھی مجھ سے ناراض ہیں؟"

"جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے اس کی ناراضگی بنتی ہے، خیر تم کھانا کھاؤ۔"

"لیکن ماما ہوا کیا ہے؟ بھابھی بات نہیں کرتی کسی سے، بھائی کا کچھ پتہ نہیں کہاں ہیں، ہوا کیا ہے؟ مجھے بتائیں۔" ہدیہ اس سارے واقعے سے الجھ چکی تھی۔

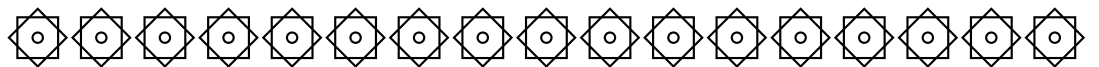
"بتا دوں گی پہلے زوہیر گھر آ جائے، اور اگر عکاشہ تم سے تھوڑا رُوڈلی بات کرے تو تم عکاشہ کی باتوں سے ناراض نہ ہونا، اس کی باتوں کو دل پر نہ لینا۔"

"لیکن کیوں ماما، وہ کیوں مجھ رُوڈلی بات کریں گی؟"

"بس وہ ہم سے تھوڑا بدگمان ہو گئی ہے۔ خیر ہم اس کی ساری بدگمانی دور کر دے گے، بس تم اپنا بی بیو اچھا رکھنا۔"

"میں کیوں بُرا بی بیو کروں گی؟ بھابھی ہیں میری، میں تو انہیں اپنی بیسٹ فرینڈ بناؤں گی، دیکھ لیجئے گا ماما، میری اور بھابھی کی خوب دوستی ہو جائے گی۔" ہدیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے اب کھانا کھا لو" عائشہ بیگم کے کہنے پر ہدیہ کھانا کھانے لگی تو عائشہ بیگم عکاشہ کا ہدیہ کے ساتھ رویے کو سوچ کر ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔



ریان ابھی فریش ہو کے اپنے کمرے میں آیا تھا جب بختاور بیگم اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

"کیا بات ہے اما؟ کوئی بات کرنی ہے آپ نے؟

"ریان میں پوچھنا تھی کہ تمہاری ہدیہ سے بات ہوئی ہے؟" بختاور بیگم نے پوچھا۔

"نہیں اما، آپ کی عائشہ آنٹی سے ہوئی"

"ہاں ہوئی تھی" مختصر آجواب دیا۔

"تو آپ نے پوچھا وہ سب کیا تھا؟"

"نہیں، وہ پہلے ہی کافی پریشان لگ رہی تھی تو میں نے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا، ویسے مجھے لگتا ہے عکاشہ اور زوہیر کا نکاح پہلے ہوا تھا اور اس سب سے کوئی بھی واقف نہیں تھا، عائشہ کو بعد میں پتہ چلا ہوگا تو اس نے پھر اسے لیے اچانک اناؤسمنٹ کی۔"

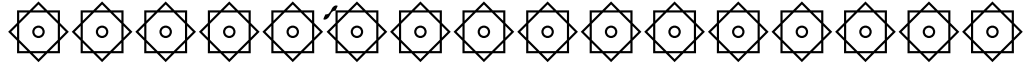
"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے خیر کل میں ہدیہ سے ملنے یونیورسٹی جاؤں گا تو اسی سے پتہ چل جائے گا۔"

"ہوں اوکے لیکن بیٹا اس سب کا تمہارے اور ہدیہ کے رشتے میں فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ جو بھی کیا وہ عکاشہ اور زوہیر نے کیا ہے"

"جی اما۔ ہدیہ کا جب کوئی قصور ہی نہیں ہے تو میں کیوں اسے کچھ کہوں گا؟ اور ویسے بھی جب زوہیر اور عکاشہ نے اپنی زندگی کا فیصلہ خود کیا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں روکنے والے؟" ریان بھی متفق تھا۔

"ہوں یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اوکے ابھی آفس سے تھکے آئے ہو۔ تم نیچے آ جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔ کھانا کھانے کے بعد کچھ آرام کر لینا.. بختاور بیگم کہتی نیچے چلی گئیں۔

"عکاشہ۔۔! کس مشکل میں ڈال دیا ہے؟ یوں لگتا ہے جانے کتنی صدیوں کا فاصلہ آ گیا ہے ہماری دوستی میں، کاش تم ہمیں بتا دیتی تو یہ سب نہ ہوتا۔ کم از کم خالہ کا ہی خیال کر لیتی۔" ریان افسردگی سے سوچتا رہ گیا۔



سب اپنے اپنے کمروں میں تھے جب زوہیر حسن واپس گھر آیا۔ کام زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے آفس میں کافی ٹائم ہو گیا تھا، ابھی بھی ٹائم دیکھا تو رات کے بارہ بج رہے تھے۔ اس نے عائشہ بیگم کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا اسی لیے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اے سی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوانے اس کا استقبال کیا لیکن یہ ٹھنڈی ہوا بھی سامنے کا منظر دیکھنے پر زوہیر کے ماتھے پر پڑنے والے بلوں کو روک نہیں پائی تھی۔۔ سامنے ہی عکاشہ زوہیر حسن کے بیڈ پر نیم دراز میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

"میری زندگی میں پریشانیاں بڑھا کر میرے ہی کمرے میں قبضہ جمائے نیند کے مزے لوٹ رہی ہے۔" زوہیر نے تنے ہوئے اعضاء سمیت سوچا اور ہاتھ میں پکڑا بیگ صوفے پر پھینکتا عکاشہ کے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں عکاشہ کڑوہٹ کے بل، گردن تک کمرے کے بل تانے سو رہی تھی۔ زوہیر حسن نے عکاشہ کے کمرے کے باہر موجود اس کے ہاتھ کو زور سے پکڑتے کھینچا تو عکاشہ اگلے ہی پل ہڑبڑا کر نا صرف اٹھی تھی بلکہ خود کو بھی بہ مشکل بیڈ سے گرنے سے بچایا تھا۔۔ پہلے عکاشہ کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے؟ لیکن پھر سامنے خونخوار تیور لیے زوہیر پر نظر پڑی تو ایک دم سمجھ آ گئی۔۔ لیکن کوئی بھی رد عمل ظاہر کئے بغیر عکاشہ پھر سے کمرے کے بل تان کر لیٹ گئی۔ عکاشہ کا یہ

رویہ زوہیر کو سخی پا کرنے کے لیے کافی تھا اب کی بار پھر زوہیر نے جارحانہ انداز میں عکاشہ کا ہاتھ کھینچتے اٹھایا۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں۔؟ واپس آ گئے ہو تو ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں ہے، سونے دو۔" عکاشہ کہتے واپس نیم دراز ہونے لگی، اس سے پہلے کہ وہ پھر سے لیٹ جاتی زوہیر نے اسے پہلے سے مزید تیز کھینچتے بیڈ سے ہی اتار دیا۔

"یہ تمہارے باپ کی جاگیر نہیں ہے جو تم اس پر قبضہ جمائے بیٹھی ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" زوہیر نے ایک ایک لفظ کو چباتے غصیلے انداز میں کہا۔

"کیوں نکلوں یہاں سے؟ مجھے یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ ہاں اگر تمہیں مسئلہ ہے تو تم دفع ہو سکتے ہو یہاں سے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عکاشہ نے بھی ترخ کر اپنا حساب برابر کیا۔

"تمہارا اس گھر میں آنے کا جو بھی مقصد ہے عکاشہ یاد رکھنا میں کبھی بھی پورا نہیں ہونے دوں گا۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ دولت کی لالچ میں میری ماں کو جھوٹی باتوں میں پھانس کر آ جاؤ گی تو میں تمہیں آنے دوں گا؟ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔" زوہیر کے لہجے میں عکاشہ کے لیے کڑواہٹ ہی کڑواہٹ تھی۔

"تمہاری سوچ بھی تم جیسی ہی ہے چیپ، اور مجھے تمہاری طرح جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔

ایک ایک بات میں نے سچ بتائی ہے آنٹی کو۔۔ اور ہاں جس مقصد کے لیے میں آئی ہوں وہ میں پورا کر کے ہی رہوں گی۔" عکاشہ نے ہڈھرمی کے سارے ریکاڈ توڑ ڈالے۔

"دیکھتا ہوں میں بھی دولت کی لالچ میں تم کس کا حد تک جاسکتی ہو، اگر ماما نے تمہیں یہاں رکھا ہے تو شوق سے رہو۔۔ لیکن یاد رکھنا میں تمہیں اتنا مجبور کروں گا کہ تم خود ہی واپس چلی جاؤ گی۔"

"چلو دیکھ لیتے ہیں۔" عکاشہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیئے۔

خیر ابھی تو نکلویہاں سے۔۔ یہ میرا کمرہ ہے اور میں اپنے کمرے میں فضول چیزوں کو برداشت نہیں کرتا۔"

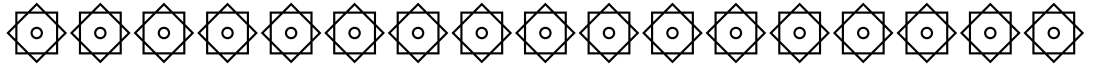
"زوہیر حسن یاد رکھو یہی فضول چیز کو اب تم اپنی زندگی میں شامل کر چکے ہو۔" عکاشہ نے جتاتے ہوئے کہا تو زوہیر کے ماتھے پر مزید بل نمودار ہونے لگے۔ زوہیر نے بغیر کچھ کہے غصے سے عکاشہ کا بازو دبوچا اور کمرے سے باہر نکال دیا۔

"اگر کوئی فضول انسان زندگی میں شامل ہو بھی جائے تو اسے نکالا بھی جا سکتا ہے اور زوہیر حسن کی مرضی کے بغیر اس کی زندگی میں کوئی بھی شامل نہیں ہو سکتا، کمرے میں شامل ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔" زوہیر نے کہتے ہی دروازہ زور دار آواز کے ساتھ عکاشہ کے منہ پر بند کر دیا۔



"ہیں۔۔؟ دروازہ کھولو۔۔ تمہیں مسئلہ تھا تو خود نکلتے کمرے سے باہر۔" عکاشہ نے دروازہ پیٹتے کہا لیکن اندر مکمل طور پر خاموشی چھائی رہی۔ عکاشہ کو یقین ہو گیا دروازہ نہیں کھولے گا جس سے اس کی پشانی پر شکنیں پڑ گئیں، غصے سے ایک زور دار ٹھوکر دروازے کو لگا دی۔ لیکن عکاشہ کی اپنی ہی آہ نکل گئی، دروازہ تو نہ ٹوٹا البتہ اپنا انگوٹھے کا ناخن ضرور ٹوٹ گیا۔ وہ زیر لب بڑبڑاتے پاؤں پر دباؤ ڈالے بغیر ننگے پاؤں چلتی نیچے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"دل کر رہا ہے ابھی عائشہ آنٹی کے پاس جا کر ان کو بتاؤں، کہ دیکھیں آتے ہی آپ کے بیٹے نے اپنی اوقات دیکھانی شروع کر دی ہے۔" اس نے کھستے ہوئے سوچا لیکن اس ٹائم عائشہ بیگم کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور انگوٹھے سے رستے خون کو احتیاط سے ٹیبل پر پڑے ٹشو سے صاف کرتی وہیں لاؤنج کے صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔



عائشہ بیگم فجر کی نماز پڑھ کر کمرے سے آرہی تھیں، جب ان کی نظر سامنے صوفے پر نیم دراز عکاشہ پر پڑی تو ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ کیونکہ جب سے عکاشہ یہاں آئی تھی وہ کبھی اتنی دیر تک نہیں سوئی تھی، وہ ہمیشہ ان سے پہلے اٹھ جاتی تھی اور اوپر سے وہ لاؤنج میں سو رہی تھی، جو ان کی پریشانی کو مزید بڑھانے کا باعث بن رہی تھی۔ عائشہ بیگم نے جلدی سے عکاشہ کی طرف بڑھتے تفکر سے اس کو اٹھایا۔ عکاشہ بھی عائشہ بیگم کو دیکھتی فوراً اٹھ بیٹھی تھی۔ "کیا ہوا عکاشہ بیٹا؟ اوپر کمرے میں کیوں نہیں سوئی؟ ڈر لگ رہا تھا؟ میرے پاس آ جاتی۔" عائشہ بیگم نے اپنی شفقت عکاشہ پر لٹاٹے ہوئے اس کے لمبے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا، عائشہ بیگم کا شفقت بھرا لہجہ دیکھتے اس کی آنکھوں میں اپنی اماں کا سراپا لہرا گیا۔ وہ بھی کتنا خیال رکھتی تھیں۔ عکاشہ کے لیے کیسی شفقت، ممتا ہوتی تھی ان کے ہر انداز میں، لیکن اب اسے وہ ممتا، وہ شفقت۔۔ وہ محبت کہاں سے ملتی؟ اماں کا سوچتے ہی اس کی آنکھ سے آنسو رواں ہو گے۔ "ارے عکاشہ بیٹا کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ مجھے بتاؤ۔" عائشہ بیگم نے پریشانی سے عکاشہ کے آنسو صاف کرتے استفسار کیا۔ "کچھ بھی نہیں آنٹی بس اماں کی یاد آ گئی تھی۔" عکاشہ نے خود پر ضبط کرتے کہا۔ عائشہ بیگم بھی ایک پل کو خاموش ہو گئیں وہ سمجھ سکتی تھیں ماں کا نہ ہونا کیا ہوتا ہے؟ "تم مجھے ہی اپنی ماں سمجھو بیٹا۔ میں جانتی ہوں ماں کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا لیکن میں بھی تو تمہاری ماں جیسی ہی ہوں نا۔؟ اور جیسے زوہیر اور ہدیہ میرے لیے ہیں ویسے ہی تم ہو۔" عائشہ بیگم کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اچھا اب رونا نہیں۔۔ میں ہوں نا۔ "عائشہ بیگم نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی۔ "عکاشہ نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے کہا۔

" عکاشہ بیٹا تم آج یہاں کیوں سوئی تھی۔۔؟ ڈر لگ رہا تھا؟ "

" نہیں آنٹی ایسی بات نہیں ہے، وہ زوہیر آگیا ہے نا تو اس نے مجھے کمرے سے باہر نکال دیا تھا۔ "

ساتھ ہی اس نے رات کے واقعے کی روداد سنا دی۔

" کیا زوہیر آگیا ہے۔۔؟ " عائشہ بیگم کے چہرے پر اطمینان چھا گیا، لیکن اگلے ہی لمحے وہ زوہیر کے

روپے پر شرمندہ سی ہو گئی تھیں۔

" ایم سوری بیٹا۔ تم نے مجھے رات میں ہی کیوں نہیں بتایا؟ اچھے سے کلاس لیتی میں اس کی، ایسے

ہی کمرے سے نکال دیا میری بیٹی کو۔ "

" رات زیادہ ہو گئی تھی۔ میں نے آپ کی نیند خراب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ " ابھی عائشہ بیگم اور

عکاشہ باتیں کر رہیں تھیں جب زوہیر فریش سا آفس جانے کے لیے تیار نیچے آیا۔ عکاشہ نے زوہیر کو

دیکھتے ہی نخوست سے آنکھیں پھیر لیں۔

" اسلام وعلیکم ماما جان۔ " زوہیر نے لاؤنج میں آتے ہی خوشگوار انداز میں عائشہ بیگم کو سلام کیا۔

" وعلیکم اسلام " عائشہ بیگم نے جواب دیتے زوہیر حسن کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے دوبارہ عکاشہ

سے باتیں کرنے لگیں۔

" ابھی تک ناراض ہیں؟ " زوہیر ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

" کیوں اب ایسا کیا ہو گیا ہے جو میری ناراضگی ختم ہو جائے گی؟ "

"ماما آپ بھی نہ خوا مخواہ غیروں کی باتوں میں آ کر اپنے بیٹے سے ناراض ہو رہی ہیں، لوگوں کا تو کام ہی ہوتا ہے جھگڑے کروانا۔" زوہیر نے عکاشہ پر طنز کرتے، عائشہ بیگم کو مخاطب کیا۔

"دیکھو زوہیر تم اپنا بیہوا چھا رکھو، کیوں مجھے مجبور کر رہے ہو کہ میں تمہارے ساتھ سخت لہجے میں بات کروں؟" عائشہ بیگم نے تنبیہ کی۔

"کیا۔۔؟ میں نے کب آپ سے مس بیہو کیا ہے؟" اچھا سوری اگر آپ میری کوئی بات بُری لگی۔" زوہیر نے مسکراتے ہوئے عائشہ بیگم کی طرف دیکھتے معذرت خواہ انداز میں کہا۔

"میرے ساتھ تم نے مس بیہو نہیں کیا۔ عکاشہ کے ساتھ کیا ہے۔ تمہیں معذرت بھی عکاشہ سے ہی کرنی چاہیے۔"

"میں اور اسے سوری بولوں؟ کبھی بھی نہیں۔" زوہیر نے ہتھ سے اکھڑتے عکاشہ کو زہر آلود نظروں سے دیکھا۔

"زوہیر تم غلطی کرتے جا رہے ہو اور مجھے سختی کرنے پر مجبور کر رہے ہو" عائشہ بیگم نے زوہیر کو جھڑک دیا۔

"ماما میں کوئی غلطی نہیں کر رہا۔"

"تو رات کو تم نے جو عکاشہ کے ساتھ بیہو کیا وہ کیا تھا؟ اسے کمرے سے کیوں نکالا؟" عائشہ بیگم نے جانتے کہا۔

"یہ یہی ڈیزرو deserve کرتی ہے اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں یہ میرے کمرے میں نہیں رہے گی۔" زوہیر نے اپنی بات پر زور دیتے درشتگی سے کہا۔

"تمہیں مسئلہ ہے؟ تم کمرہ چنچ کر لو۔۔ لیکن عکاشہ وہیں رہے گی، اُسی کمرے میں "عائشہ بیگم نے بھی دو ٹوک انداز میں کہا۔

"وہ میرا کمرہ ہے ماما۔۔"

"تمہارا کمرہ تھا۔۔ اب وہ عکاشہ کا بھی ہے۔ مت بولو کہ تم نے خود عکاشہ سے نکاح کیا ہے۔۔ بیوی ہے تمہاری۔" عائشہ بیگم نے زوہیر کو باور کروایا جس سے ایک پل کو زوہیر حسن خاموش ہو گیا۔

"یہ میری بیوی کبھی نہ رہتی اگر اس دن آپ نے روکا نہ ہوتا ماما۔" اس دن والے واقعے کو یاد کرتے زوہیر کا لہجہ خود بخود تلخ ہو گیا تھا۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا صرف عکاشہ کی وجہ سے عائشہ بیگم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

"تمہیں نہ روکتی اور تمہیں غلطی پر غلطی کرنے دیتی؟" عائشہ بیگم نے بھی غصے سے کہا اور عکاشہ پاس بیٹھی دونوں کو دیکھتی رہی۔۔ اسے اچھا لگ رہا تھا زوہیر کے اپنے ہی رشتوں کو اس کے خلاف ہوتے دیکھ کر۔۔ آخر اس نے بھی، اس کے رشتے چھینے تھے۔

"ماما میں کوئی غلطی نہیں کر رہا تھا۔" زوہیر نے ہڈھرمی سے کہا۔

"اب تم اپنی ماں سے جرح کرو گے؟" عائشہ بیگم کے کہنے پر زوہیر ٹھنڈی سانس بھرتا رہ گیا۔۔ آخر عکاشہ نے اسے کس مقام پر لا کھڑا کیا تھا؟ جہاں وہ اپنی جان سے پیاری ماما جان سے اختلاف کر بیٹھا تھا۔

"ہدیہ آرہی ہے تو مزید اس پر کوئی بات نہیں کی جائے۔ میں گھر کے ماحول میں مزید کوئی کشیدگی نہیں چاہتی۔" عائشہ بیگم نے زرینے اترتی ہدیہ کو دیکھتے زوہیر کو وارن کیا۔ دوسری طرف عکاشہ نے بھی ہدیہ کو دیکھتے اپنی آنکھیں گھمالیں۔

اس سے پہلے زوہیر کچھ کہتا ہدیہ کی نظر زوہیر پر پڑی تو وہ بھاگتی ہوئی آئی اور زوہیر کے گلے لگ گئی، زوہیر کو ہدیہ کا یہ انداز بالکل چھوٹے بچوں کی طرح لگا۔ ہدیہ کے بچکانہ انداز پر زوہیر کے چہرے پر خود مسکراہٹ پھیل گئی۔ زوہیر نے مسکراتے ہوئے ہدیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ڈرامے باز" عکاشہ نے بڑبڑاتے منہ پھیر لیا۔

"شکر ہے بھائی آپ آگئے، کہاں تھے آپ اتنے دن؟ ہم اتنے پریشان ہو گئے تھے۔" ہدیہ نے تفکر سے پوچھا۔

"کہیں نہیں میری گڑیا۔ بس ایسے ہی، خیر چھوڑو ان باتوں کو، بہت بھوک لگ رہی ہے چلو آؤ ناشتہ کرتے ہیں۔ ویسے بھی اتنے دن سے اپنی گڑیا کے ساتھ ناشتہ نہیں کیا۔" زوہیر ہدیہ کو پیار بھرے لہجے میں کہتا ہدیہ کو اپنے ساتھ لیئے ڈائننگ کی طرف بڑھ گیا۔

"چلو عکاشہ بیٹا تم بھی ناشتہ کر لو۔" عائشہ بیگم نے عکاشہ کو وہیں بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"نہیں آنٹی آپ ناشتہ کریں۔ میں پہلے فریش ہو جاؤں اور ابھی اسے بھی گرم پانی سے دھو لوں۔"

عکاشہ نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کرتے کہا، جہاں ٹوٹے ہوئے ناحن کے ساتھ خون جم چکا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے فریش ہو جاؤ اور صرف دھونا نہیں اوپر مرہم بھی لگا لینا، آرام ملے گا۔" عائشہ بیگم کے ہدایت کرنے پر عکاشہ سر ہلاتی اوپر زوہیر کے روم کی طرف بڑھ گئی، عائشہ بیگم جانتی تھی ہدیہ اور زوہیر کی موجودگی کی بنا پر عکاشہ کھانا کھانے سے انکار کر گئی ہے اور یہی بات اُن کو ٹھنڈی آہ بھرنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"آج یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟" زوہیر نے تھوس پر بڑ لگاتے ہدیہ کو دیکھا جو مزے سے آرام سے ناشتہ کرتے باتوں میں مگن تھی۔

" بلکل نہیں، اتنے دن بعد آپ گھر آئے ہیں آج تو مجھے آپ سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔" ہدیہ نے خوشگوار انداز میں کہا اتنی دیر میں عائشہ بیگم بھی ڈاننگ ٹیبل پر آگئیں۔

" مطلب آج تم پکا پلان بنا چکی ہو میرے کانوں پر ظلم ڈھانے کا۔" زوہیر نے مصنوعی بے چارگی سے کہا۔

" بلکل۔۔ ارے اما آپ کچھ لے کیوں نہیں رہیں؟" ہدیہ نے عائشہ بیگم کو ایسے ہی بیٹھے دیکھ کر کہا۔

" لے رہی ہوں۔۔ تم لوگ بھی اب دھیان سے ناشتہ کرو باتوں میں لگے ہو تب سے " عائشہ بیگم نے دونوں کو جھڑک دیا۔ دونوں مسکراتے ہوئے کھانے پر جھک گئے۔



" کیا بات ہے آج اتنے دنوں بعد یونیورسٹی کا رخ کیا ہگ؟" زمل نے ریان کی اتنے دنوں بعد یونیورسٹی میں آمد پر پوچھا۔

"ہاں بس مصروفیات بڑھ گئیں ہیں اسی لیے،"

" مجھے لگا تھا اب تمہارا یونیورسٹی میں آنا جانا لگا رہے گا، کہیں نکاح کے بعد ہی ہدیہ سے جھگڑا تو نہیں ہو گیا؟" زمل کا انداز کھوجنے والا تھا۔

" نہیں ایسا بلکل نہیں ہے۔" ریان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، جو بھی ہوا تھا وہ اپنے اور ہدیہ

رشتے میں کوئی خرابی نہیں چاہتا تھا نہ ہی وہ دوسروں کو باتیں کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔

" نہیں میں اس لیے پوچھا تھکیونکہ آج ہدیہ لیو پر ہے اور تم یونیورسٹی آگئے ہو۔۔"

" کیا ہدیہ لیو پر ہے؟" ریان ہدیہ کی لیو پر اپنی حیرت نہ چھپا پایا اور یہ بات زمل سے مخفی نہ رہ سکی۔

" ارے ہاں یاد آیا اس نے مجھے رات کو بتایا تھا۔ میں ہی بھول گیا، خیر اپنی وئے میں چلتا ہوں۔" ریان نے بات کو سنبھالتے جھوٹ کا سہارا لیا۔

" میں سوچ رہی تھی تمہارے گھر آنے کا، آنٹی سے کافی ٹائم ہو گیا ہے ملاقات نہیں ہوئی۔"

" جب مرضی آ جانا، ماما گھر پر ہی ہوتی ہیں۔۔ چلو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے" ریان "خدا حافظ" کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"کاش ہدیہ تم ریان کو مجھ سے نہ چھینتی۔" زمل کی نظروں نے ریان کا دور تک تعاقب کیا یہاں تک کے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ریان یونیورسٹی سے سیدھا حسن ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا وہ ہدیہ سے ملنا چاہتا تھا۔ وہ اس سے فون پر رابطہ نہیں کر رہا تھا کیونکہ کچھ باتیں فیس ٹو فیس ہی کلیر ہوتیں ہیں۔ وہ ہدیہ کے رویے سے جاننا چاہتا تھا کہ کیا وہ بھی اس سب سے انجان تھی۔۔؟ اگر نہیں تو پھر اس نے اسے بتایا کیوں نہیں تھا۔۔؟ آخر کیا وجہ تھی کہ عکاشہ نے یہ راستہ چنا؟"



ہدیہ اور زوہیر لان میں ٹہلتے باتیں کر رہے تھے۔۔ جانے ہدیہ کے پاس کیا باتیں تھیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور زوہیر مسکراتے ہوئے اس کی باتیں پوری توجہ سے سن رہا تھا۔ جبکہ عکاشہ اور عائشہ بیگم لان میں ہی چمیر پر براجمان تھیں۔۔ عکاشہ ابھی بھی ہدیہ اور زوہیر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھیں لیکن عکاشہ بیگم کے کہنے پر ناچار اسے آنا ہی پڑا۔۔ آ تو وہ گئی تھی لیکن سامنے ہدیہ اور زوہیر کو ہنستے مسکراتے باتیں کرتے دیکھ کر اس کی نفرت تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کی مسکراہٹ نوچ ڈالے۔

"کیسے یہ دونوں بہن بھائی میری زندگی اجیرن کر کے اپنی زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔" عکاشہ نے کلسٹے ہوئے سوچا۔۔ تبھی بشیراں چائے لے آئی، ہدیہ اور زوہیر بھی عائشہ بیگم کے ساتھ والی چئیر پر براجمان ہو گئے۔۔ جس سے عکاشہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔ عائشہ بیگم سب کچھ دیکھ رہیں تھیں اور گھر کے بڑھتے ہوئے تناؤ کی وجہ سے پریشان تھیں۔۔ آخر وہ ایسا کیا کریں کہ عکاشہ اور زوہیر کی نفرت کو کم کر سکیں۔۔؟ عکاشہ بھی ان کو زوہیر کی طرح ہی پیاری تھی ان کی خواہش بھی یہی تھی کہ عکاشہ ان کی بہو بنتی۔۔ جیسے بھی سہی وہ بہو تو بن گئی تھی لیکن اب زوہیر اور عکاشہ کی ایک دوسرے سے بڑھتی مخالفت سے وہ کافی خائف تھیں۔

"عکاشہ بیٹا سب کو چائے ڈال کر دو۔" عائشہ بیگم نے عکاشہ کا موڈ خراب ہوتا دیکھ کر نرمی سے کہا۔ "جی آئی۔" عکاشہ نے دو کپ میں چائے ڈال کر ایک عائشہ بیگم کی طرف بڑھا دیا اور دوسرا خود تھام لیا۔

"بھابھی یہ نا انصافی ہے، آپ نے مجھے اور بھائی کو تو دی ہی نہیں۔" ہدیہ نے نڑوٹھے پن سے کہا۔ "کیوں تم خود نہیں ڈال سکتی؟ اور آئندہ مجھے بھابھی نہ بولنا۔" عکاشہ کی بے رخی پر ہدیہ چپ ہو گئی۔ "ارے ہدیہ یار ڈالو نہ چائے، میں اپنی پیاری بہن کی بنی ہی لوں گا۔ ہر ایرے غیرے سے ٹھوڑی لوں گا۔ اور تم بھابھی بولا بھی نہ کرو۔ یہ اس قابل نہیں ہے۔" زوہیر کے انداز پر عکاشہ کے اعضاء مزید تن گئے۔ عائشہ بیگم نے بھی ناراضگی سے بیٹے کو گھورا۔۔ جبکہ ہدیہ زوہیر کی بات پر ہونق سی رہ گئی۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے، خود کو بھابھی کہلوانے کا اور نہ ایسے ہی فضول لوگوں کی خد متیں کرنے کا۔۔ ہونہہ "

"اوہ آہی گئی نہ تم مدعے پر۔۔ اب لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دو اس گھر میں کیوں آئی ہو۔؟ ظاہر ہے تم "ایسے ہی" خد متیں کرنے کے لیے تو۔۔ آنے سے رہی۔" زوہیر نے "ایسے ہی" پر زور دیتے کہا۔۔ جبکہ ہدیہ حیرت سے دونوں کو لڑتے دیکھتی رہ گئی۔

"زوہیر بس کر دو۔" اس سے پہلے کہ عکاشہ غصے میں کچھ کہتی عائشہ بیگم نے بات کو بھگڑتے دیکھ کر زوہیر کو ٹوکا۔۔ جس پر زوہیر نے خفگی سے عائشہ بیگم کو دیکھا۔

"اما آپ ہر بات میں اس کی حمایت کیوں کرتی ہیں؟ اس کے لئے آپ مجھ سے سخت رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔" زوہیر خفگی کا اظہار کیے بغیر رہ نہیں سکا۔

"تم اپنا رویہ درست کر لو تو مجھے سخت نہیں ہونا پڑے گا۔" عائشہ بیگم کے کہنے پر زوہیر عائشہ بیگم سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا سو ضبط کے گھونٹ پیتا وہاں سے چلا گیا۔ زوہیر کی بے بسی پر عکاشہ بھی مزے سے چائے پینے لگی جبکہ ہدیہ حیرت سے اور عائشہ بیگم فکر مندی سے بیٹھی رہ گئیں۔ تبھی دروازے پر گاڑی کے ہارن کی آواز آئی چوکیدار دروازہ کھولنے کے لیے آگے بڑھ گیا۔۔

مزے سے چائے پیتی عکاشہ ٹھٹک گئی۔ وہ اس مخصوص ہارن کو کیسے بھول سکتی تھی؟ جانتی تھی آنے والی شخصیت کون تھی۔ کیسے بھول جاتی؟ ایک عرصہ اس نے اس ہارن کے انتظار میں دروازے کے پاس کھڑے وقت گزارا تھا۔ کیسے وہ بے صبری سے اس کا انتظار کرتی تھی۔

عکاشہ جلدی سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ عائشہ بیگم اور ہدیہ حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھنے لگئیں۔

وہ ابھی ریان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ابھی وہ اس نے لان سے باہر قدم رکھا ہی تھی جب سامنے سے ریان گاڑی سے اترتا دیکھائی دیا۔ وہ اپنی جگہ منجمد ہو گئی۔ تبھی ریان کی نظر بھی عکاشہ پر

پڑی تو ریان کے چہرے پر دکھ کے تاثرات نمایاں ہونے لگے، لیکن پھر مضبوط قدم اٹھاتا اسی طرف چلا آیا۔ عکاشہ نظریں چڑاتی وہاں سے گزرنے لگی۔

"کیا اب تم نے ہمیں اتنا غیر کر دیا ہے کہ سلام تک لینے کی روادار نہیں ہو؟" ریان نے عکاشہ کو جاتے دیکھ کر پیچھے سے کہا۔ عکاشہ کے قدم وہیں رک گئے۔ کیسے پہلے ان دونوں میں بہن بھائیوں سے بھر کر پیار تھا۔ ہر بات ایک دوسرے سے شئیر کرتے اور اب نظریں چڑائے کھڑے تھے۔ کس کی وجہ سے؟ صرف اور صرف زوہیر اور ہدیہ کے کارن۔ یہ سوچتے ہی عکاشہ کی ہدیہ اور زوہیر کے لئے نفرت بڑھنے لگی۔

"کیسی ہو۔۔؟" ریان نے ویسے ہی عکاشہ کو خاموش کھڑے دیکھ کر دوبارہ مخاطب کیا۔ "جیسی بھی ہوں بے فکر رہو۔ تم لوگوں پر مسلط ہو کر تم لوگوں کی عزتوں پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔" عکاشہ کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی طنزیہ ہو گیا تھا "کاش تم نے واقعی ہمیں اپنا سمجھا ہوتا تمہیں پتہ چلتا کہ تمہاری اور ہماری عزت سانجی ہے۔۔ تم نے بس ایک بار بتا دیا ہوتا عکاشہ۔۔۔ کلثوم خالہ اور ماما تمہاری خود زوہیر بھائی سے شادی کروا دیتیں۔ ان کو نہ سہی ایک بار۔۔ بس ایک بار مجھے بتایا ہوتا۔ اتنا بھروسہ تو کیا ہوتا اپنے بھائی پر۔" ریان کے دکھ بھرے انداز پر عکاشہ نے تاسف سے ریان کو دیکھا۔

"بھائی ہونے کا دعوا کرتے ہو لیکن تم تو اتنا نہ جان سکے کہ مجھ پر کیا بتی تھی۔۔ میں نے زوہیر سے شادی کے لئے یہ سب نہیں ک۔۔۔"

"ارے ریان۔۔ تم کب آئے؟" ریان کی آمد کا سن کر زوہیر جو فوراً باہر آیا تھا کہ کہیں عکاشہ ریان کو کچھ بتانہ دے۔۔ وہ اس مسئلے کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ

عكاشه كچھ بولتي زوهير نے مداخلت كرتے عكاشه كى بات كو ٹوك ديا۔ زوهير كى آمد پر عكاشه نے سر جھٹكا اور زوهير كو زهر آلود نگاهوں سے ديكتى اندر كى طرف بڑھ گئى۔ ريان نے بهى زوهير كے خوش اسلوبى پر محض سر هلا ديا۔ زوهير ريان كو لئے لان ميں آگيا۔

"اسلام و عليم آنئى۔" ريان نے عائشه بيگم كو كهتے سر ان كے سامنے جھكا ديا تو عائشه بيگم نے سلام كا جواب ديتے اس كے سر پر پيار ديا۔

"كيسے هو بيٹا؟ ارے كھڑے كيوں هو بيٹھو نا" عائشه بيگم كے كهنے پر ريان اور زوهير دونوں بيٹھ گئے۔

"بختاور كيسى هے؟ اسے بهى ساتھ لے آتے۔ اب تو كافى دن هو گے هيں اسے يهاں كا چكر لگائے هوئے۔"

"جى آنئى اما ضرور آتیں ليكن كچھ مصروفيات تهيں جس وجه سے نهیں آپائیں۔" كچھ دير باتوں كے بعد عائشه بيگم نماز پڑھنے چلى گئیں۔ پچھے هديہ۔ زوهير اور ريان باتیں كرنے لگے۔

"ارے هديہ يار تم جاؤ نہ كچھ كھانے پينے كے ليے لے كر آؤ۔" زوهير كے كهنے پر هديہ اندر كيچن ميں چلى گئى۔

"اور زوهير بهائى آپ سنائیں۔؟ سب كيسا چل رها هے؟" چاهے عكاشه نے اس كو اپنا نهیں سمجھا تھا ليكن اس كے باوجود وه عكاشه كى زندگى ميں خوشياں هي ديكتنا چاهتا تھا۔ وه جاننا چاهتا تھا كه وه زوهير سے شادى كے بعد خوش تو هے۔ ليكن زوهير سے ڈريكت پوچھنا بهى مناسب نهیں سمجھ رها تھا۔

"باہا کیا سناؤں؟ تم سیدھی طرح کھل کر پوچھ لو جو پوچھنا ہے" زوہیر نے کرسی کے پشت سے ٹیک لگاتے ریان کو کہا۔

"چلیں پھر بتا دیں آپ کی لو میریج کیسی گزر رہی ہے؟"

"بہت اچھی۔۔ تمہیں کوئی شک ہے؟" زوہیر حسن نے ریان کا جائزہ لیتے پوچھا۔

"نہیں۔۔ بس ایسے ہی پوچھ لیا۔۔ بچپن سے ہم دونوں اکٹھے رہیں ہیں، ساتھ پلے بڑے ہیں۔۔ لیکن اس کے اس قدم سے بھلے ہی میں ناراض ہوں۔ بھلے ہی اُسے ہم سے شئیر کرنے کی بجائے غلط قدم اٹھانا بہتر لگا۔۔ پر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوگا کہ ہم نے اس کی طرف سے غفلت برت لی ہے۔۔ بس اسی لیے فکر مندی تھی۔" آخر ریان نے اپنے دل کی بات کہہ ہی دی۔۔ اور یہی موقع زوہیر حسن کو اچھا لگا تھا جس سے وہ ریان کے دل سے ہدیہ کے لیے مخالفت کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم کر سکتا تھا۔

"دیکھو ریان تم نے یہ تو جان لیا کہ ہماری لو میریج ہوئی ہے۔۔ اور اس کا تعلق صرف مجھ سے اور اُس۔۔ میرا مطلب عکاشہ سے ہے۔۔ اور مجھے امید ہے کہ ہمارے اس اقدام کا ہدیہ اور تمہاری زندگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا۔"

"اگر آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ عکاشہ کے اور آپ کے اقدام کا ہدیہ کی زندگی میں اثر پڑے گا تو آپ بے فکر رہیں میں کسی کی غلطی کی سزا کسی کو نہیں دیتا اور یہ آپ دونوں کی زندگی ہے آپ دونوں کا ذاتی فیصلہ ہے۔۔ میں اس سب میں ہدیہ کی غلطی تصور نہیں کرتا۔" ریان کے کہنے پر زوہیر کافی حد تک ریلیکس ہو چکا تھا وہ یہی بات ریان پر آشکار کرنا چاہتا تھا کہ اس شادی میں عکاشہ کی مرضی بھی شامل ہے۔۔

"او کے اب تم لوگ باتیں کرو مجھے کچھ کام کے سلسلے میں جانا ہے۔" ہدیہ چائے کے لوازمات لے کر آئی تو زوہیر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں کو بات کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا اسی لیے وہ بہانا بناتا گیراج کی جانب چلا گیا۔

"کیسی ہو؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد ریان نے بات کا آغاز کرتے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" دونوں کی نکاح کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی پہلے وہ بلا جھجک ریان سے بات کر لیا کرتی تھی۔ لیکن اب اپنے رشتے کی نزاکت کو سمجھتے وہ زروس ہو رہی تھی۔۔ ریان بھی اس کی زروسنس (nervousness) کو سمجھتے مسکرا دیا۔

"میرے خیال سے اخلاقیات نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے کہ اگر کوئی آپ سے آپکی خیریت دریافت کرے تو آپ بھی اس کی خیریت معلوم کریں۔" ریان کا انداز سراسر ہدیہ کو چھیڑنے والا تھا۔

"کیسے ہیں آپ؟" ہدیہ کے پوچھنے پر ریان "آپ" سن کر ہی غش کھا اٹھا تھا۔

"منکوحہ محترمہ یہ اتنی تمیز کس خوشی میں۔۔؟ سب خیریت ہے نا۔۔؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

ریان کے اس طرح پوچھنے پر ہدیہ نے اسے خفگی بھری گھوری سے نوازا۔

"وہ میں نے اما کو دیکھا تھا، جب بابا جان زندہ تھے، اما نے بابا کو مخاطب کرنا ہوتا وہ "آپ۔۔ یا حسن آپ" کہہ کر مخاطب کرتیں۔۔ تب میں پوچھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ میاں بیوی کے رشتے میں احترام سب سے پہلے آتا ہے۔" اس بار ہدیہ نے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے تفصیلی جواب دیا جس پر ریان ہنس دیا۔

"آہاں۔۔ ویری گڈ۔۔ ابھی سے سمجھدار ہو گئی ہو۔" ریان کے کہنے پر ہدیہ ناراضگی سے گھورا جس پر ریان ہنس دیا۔

"ہدیہ ایک بات بتاؤ؟" ریان کے استفسار کرنے پر ہدیہ نے سوالیہ انداز میں ریان کو دیکھا۔
 "کیا تم پہلے سے جانتی تھی کہ زوہیر بھائی اور عکاشہ ایک دوسرے میں انٹر سٹیڈ ہیں۔ یا ان کے نکاح کے بارے میں؟"

"نہیں مجھے اور ماما کو پتہ ہی نہیں تھا۔ مجھے تو خود شک لگا تھا جب ماما جان نے اناؤسمنٹ کی۔"
 "کیا آنٹی جانتی تھیں پہلے سے؟"

"نہیں۔۔ ہم تو انفیکٹ بھائی کے لیے لڑکی دیکھ رہے تھے۔۔ پھر پتہ نہیں کیسے ماما کو پتہ چلا یا کیا ہوا کہ ماما نے وہ اناؤسمنٹ کر دی۔" ہدیہ کا انداز پر سوچ تھا۔
 "اچھا خیر چھوڑو۔ ہم اپنی بات کرتے ہیں" ریان کو یقین ہو گیا کہ ہدیہ نہیں جانتی تو اس نے بات بدل دی اور زوہیر بھی تو بتا چکا تھا۔۔ مزید وہ کچھ نہیں جاننا چاہتا تھا۔



عکاشہ کافی دیر تک عائشہ بیگم کے کمرے میں بیٹھی ان سے باتیں کرتی رہی۔ عائشہ بیگم اُسے اپنے اور بختاور کی تصاویر دیکھاتیں اور کبھی کلثوم اور بختاور کی باتیں بتاتیں رہیں۔ اماں کے ذکر سے وہ اداس تھی۔ لیکن اسے یہ سب سننا اچھا لگ رہا تھا کہ کوئی اس کی اماں کی یادیں اس سے سنیں کر رہا ہے۔۔ اسی چکر میں ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جب عائشہ بیگم نے اسے رات کافی ہو جانے کے باعث سونے کے لیے بھیج دیا۔۔ نیند اسے بھی آ رہی تھی لیکن زوہیر کے سامنے کا سوچ کر ہی اس کے چہرے پر بیزاری چھا گئی۔ لیکن وہ عائشہ بیگم کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ دھیمے قدموں چلتی روم کے باہر آ کھڑی ہوئی۔ جو بھی تھا اب اسے برداشت تو کرنا ہی تھا زوہیر نامی بلا کو۔ ایک گہرا سانس بھرتے اس نے دروازہ پر ہلکا سا ہاتھ رکھتے ہینڈل کو گھمایا اور دروازہ کھول دیا۔۔ اے۔۔ سی کی ٹھنڈی

ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے سے ٹکراتی سکون بھرا تاثر چھوڑ گئی۔۔ وہ سر جھٹکتے بھر پور اعتماد کا مظاہرہ کرتی اندر داخل ہو گئی۔

سامنے زوہیر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگوں پر لیپ ٹاپ رکھے، لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ آس پاس بیڈ پر فائلیں پڑی تھیں۔ وہ کام میں اس قدر محو تھا کہ عکاشہ کی آمد کا بھی پتہ نہ چلا جب عکاشہ اس کے سر ہو لی۔۔

"بیڈ فارغ کرو میں نے سونا ہے۔" عکاشہ کی آواز پر زوہیر نے ایک کڑی نظر اس پر ڈالی اور کوئی بھی جواب دیئے بغیر دوبارہ کام میں بڑی ہوتے اسکی انگلیاں لیپ ٹاپ پر دوڑنے لگیں۔

"سنائی نہیں دیتا کیا۔۔؟ کانوں سے بہرے ہو۔۔؟" عکاشہ کے چڑ کر کہنے پر بھی زوہیر نے کوئی رسپانس نہ دیا ویسے ہی کام میں لگا رہا جس پر عکاشہ کا پارہ ہائی ہو گیا۔

"تم سے بات کر رہی ہوں میں۔۔ اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے۔" عکاشہ نے غصے سے کہتے زوہیر کا لیپ ٹاپ کھینچ لیا جس سے لیپ ٹاپ پر چلتی زوہیر کی انگلیاں فضا میں ہی مقیم رہ گئی۔۔ زوہیر بھی غصے سے اس کے مد مقابل کھڑا ہوتے عکاشہ کا بازو دبوچ لیا۔ زوہیر کی گرفت سے ایک بے جان آہ اس کے لبوں پر دوڑ گئی۔

"آئینہ اتنی جرات کی تو یہیں دفن کر دوں گا۔۔ یہ روب کس پر لگا رہی ہو۔۔؟ یہ کمرہ میرا ہے۔۔ تمہیں یہاں ماما جان کے کہنے پر اس کمرے میں رہنے کی اجازت ملی ہے۔ جس پر مجھے مجبور تمہارا یہ وجود برداشت کرنا پڑے گا۔۔ بہتر ہے کہ تم یہاں شرافت سے رہو ورنہ تمہارا حشر کر دوں گا۔۔"

زوہیر نے اپنی بات مکمل کرتے، اپنے ایک ہاتھ سے عکاشہ کے بے جان پڑتے ہاتھ سے لیپ ٹاپ لیتے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔۔ وہ ایک پل کو لڑکھڑاسی گئی۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے چندھیا

گئیں۔ زوہیر نظر انداز کرتا بیڈ پر بیٹھا اور دوبارہ کام کرنے لگا۔ عکاشہ خود پر ضبط کے پہرے لگاتے پھر سے زوہیر کو مخاطب کر بیٹھی۔

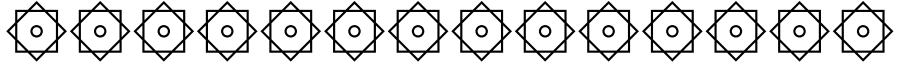
"یہ کمراب میرا بھی ہے۔۔ یہاں کی ہر چیز اتنی ہی میری ہے جتنی کہ تمہاری۔ آئی سمجھ۔۔"

عکاشہ کی بات پر زوہیر کے چہرے پر نمخسرا نہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیوں یہ گھر تمہارے باپ نے خرید کر دیا تھا یا اس کمرے کی ہر چیز تم جہیز میں لے کر آئی ہو۔۔؟"

"تم ہر بات پر میرے باپ پر کیوں جاتے ہو؟ اوہ میں بھی کس جاہل سے پوچھ رہی ہوں۔۔ جس کو فضول لفظوں کے علاوہ کچھ آتا ہی نہیں ہے۔" عکاشہ نے سوال کرتے ہی خود طنزیہ انداز میں جواب بھی دے دیا۔ جس پر زوہیر ایک پل کو چپ سا ہو گیا۔ اسے بھی اپنے لفظوں کا انتخاب واقعی غلط لگا۔ پہلے وہ ایسے لفظ استعمال نہیں کرتا تھا جانے کیوں وہ عکاشہ کے سامنے ہی اسے الفاظ کی ادائیگی کر جاتا تھا۔ اسے یہ الفاظ زیب نہیں دیتے تھے نہ ہی عائشہ بیگم نے اس کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ غلط الفاظ کا استعمال کرے یا کسی عورت سے بد تمیزی سے بات کرے۔ وہ تو اپنے فی۔ میل اسٹارف سے بھی شائستگی سے بات کرتا تھا لیکن اب اگر ماما جان کو پتہ چل جائے تو۔۔" وہ سوچتے ہی فکر مند ہو گیا لیکن پھر سر جھٹکتا اپنے کام میں محو ہو گیا۔ عکاشہ بھی نیند سے سے چُور بحث کو پھر کسی دن پر چھوڑ کو بیڈ پر پڑا سو فٹ کمبل اٹھاتی صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ زوہیر ایک نظر اسے دیکھتا اپنا کام کرنے لگا تبھی موبائل پر کال آنے لگی۔

"ہاں بس وہی فائل کمپیٹ کر رہا ہوں یہ ہو جائے اس سے ہماری کمپنی کو بہت فائدہ ہو گا۔" زوہیر کو کال پر بات کرتا سن کر عکاشہ اس کی باتوں میں غور کرنے لگی۔ لیکن آفس کے معاملات سے اس کا کیا تعلق۔۔ سو سر جھٹکتے سو گئی۔



"کیا کروں میں ایسا کہ ریان ہدیہ کو چھوڑ دے۔۔؟" وہ اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں ٹھہلتے سوچنے لگی۔

"اتنی خود غرضی؟" ضمیر نے ملامت کی۔۔

"ہاں اگر یہ خود غرضی ہے تو میں ہوں خود غرض۔۔"

"میرا بھی حق ہے۔۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میری زندگی بھی خوشیوں سے بھرپور گزرے۔۔۔ کوئی ہو جو میری ہر خوشی اور غم میں میرے ساتھ ہو۔۔ ہدیہ کو ریان نہ بھی ملے گا تو وہ خوش رہ لے گی اس کی فیملی آل ریڈی کئیرنگ ہے وہ بھول جائے گی ریان کو۔۔"

"مجھے کچھ کرنا ہو گا جس سے ریان ہدیہ کو چھوڑ دے۔۔" وہ پرسوج انداز میں دھیمے دھیمے قدموں ٹہل رہی تھی جب دروازے پر دستک دیتے ملازمہ نے پرینیاں کی آمد کا بتایا۔۔ پرینیاں کی آمد کا سنتے ہی وہ فٹ سے نیچے چلی گئی جہاں پرینیاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

"کتنی بار کہا ہے سیدھا اوپر روم میں آ جایا کرو مہمانوں کی طرح نیچے بیٹھی رہتی ہو۔۔" زمل نے نیچے آتے ہی لاؤنج میں بیٹھی پرینیاں کو دیکھتے ہی گلہ کر ڈالا۔۔

زمل اور پرینیاں کی ملاقات کچھ مہینے پہلے شاپنگ مال میں ہوئی تھی۔ پرینیاں کی فیملی ایبٹ آباد مقیم تھی لیکن وہ اپنی اسٹڈی کی وجہ سے یہاں اپنے بھائی کے پاس آئی تھی۔۔ ان کی فیملی کا ارادہ یہی

شفٹ ہونے کا تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ یہ گھر تعمیر کروا رہے تھے۔ جہاں ابھی وہ رہائش پذیر تھی۔ سارا گھر تو تعمیر تھا بس کچھ حصے میں ابھی کام جاری تھا۔ وہ یہاں نئی تھی جان پہچان کے لیے ہی وہ کھیر دینے کے بہانے اپنے ہمسائے آئی تھی جہاں اس کی پھر سے ملاقات زمل سے ہو گئی۔ یوں جان پہچان چل نکلی اور زمل کو بھی پر نیاں کافی اچھی لگی جس سے دونوں میں دوستی ہو گئی۔

"شاید آنٹی کو اچھا نہیں لگتا۔۔۔ خیر چھوڑو تم بتاؤ فری ہو۔۔۔؟"

"ہاں میں تو فری ہوں۔۔۔ خیریت؟" زمل نے پر نیاں کے ساتھ بیٹھتے پوچھا۔

"ہاں وہ آج رات کو ہم لوگ واپس آبیٹ آباد جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کیوں نہ آج ڈھیر سارہ ٹائم اکٹھا سینڈ کیا جائے۔"

"کیا اتنی جلدی واپس جا رہی ہو؟" زمل تو گویا اپنی جگہ سے اُچھل ہی پڑی۔

"ہاں۔۔۔ جانا تو ہے ہی۔ جلدی ہو یا دیر کیا فرق پڑتا ہے؟" پر نیاں کے جانے کا سن کر زمل بھی کافی اداس ہو گئی تھی۔ ہدیہ کے بعد ایک وہی تھی جس سے مل کر وہ کافی اچھا فیل کرتی تھی۔ لیکن اب پر نیاں بھی جا رہی تھی۔۔۔

"پر نیاں ایک بات پوچھوں۔۔۔؟" کافی دیر باتوں کے بعد زمل نے پوچھا۔

"اس میں اجازت کی کیا بات۔۔۔؟ پوچھو۔۔۔"

"اگر ہم کسی سے محبت کرتے ہوں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"بتاؤ نہ؟" پر نیاں کو خاموش دیکھ کر اس نے پھر سے پوچھا۔

"ہمممم۔۔۔ اسے بتا دینا چاہیے۔"

"لیکن اگر بتانے سے پہلے ہی کوئی دوسرا ہماری محبت چھین لے؟"

"محبت کو کوئی بھی چھین نہیں سکتا۔۔ کیونکہ نہ محبت زبردستی کروائی جاتی ہے نہ چھین کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ تو وہ جذبہ ہے جو خود سے جنم لیتا ہے۔۔ دلوں کو جوڑتا ہے۔۔ چاہیے پہلے اس دل میں نفرت ہی کیوں نہ ہو لیکن جب محبت اپنا بسیرا کر لے تو نفرت بھی محبت کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی ہے۔"

"یعنی اپنی محبت سے دستبردار ہو جانا چاہیے؟ ایک کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے محبت کو پالینے کی؟" کرنی چاہیے۔۔ بتا دینا چاہیے۔۔ تاکہ بعد میں پچھتاوا نہ رہے کہ کاش ہم نے بتا دیا ہوتا۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ بھی آپ کو پسند کرتا ہو اور آپ کی طرح بتا نہ رہا ہو۔"

"ہوں"

"اور اب تم بتاؤ کون ہے وہ۔۔؟" پریناں کے شرارت بھرے انداز پر زمل سٹپٹا گئی اور ایک تھپڑ جڑ دیا تبھی ملازمہ نے پریناں کے بھائی کی آمد کا بتایا۔۔ پریناں بھی زمل کو گلے ملتی خدا حافظ کرتی چلی۔۔

"ہوں ایک کوشش۔۔ ریان کو پانے کی ایک کوشش میں ضرور کروں گی۔۔" زمل پر سوچ انداز میں وہی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔



"زوہیر کہیں جا رہے ہو۔۔؟" لاؤنج میں عکاشہ کے ساتھ باتیں کرتی عائشہ بیگم نے زوہیر سے پوچھا جو نک سک سے تیار عجلت میں زرینے طے کر رہا تھا۔

"جی ماما جان آج سنڈے ہے۔ آفس سے بھی آج فارغ ہوں تو سوچا واجد سے مل لوں۔" زوہیر نے تفصیلاً بتایا۔

"ہوں تم ایسا کرو واجد سے شام میں ملنے چلے جانا ابھی عکاشہ کو شاپنگ پر لے جاؤ۔۔ جب سے آئی ہے تین ہی جوڑوں میں گزارہ کر رہی ہے۔۔" عائشہ بیگم کے کہنے پر عکاشہ کا نام سنتے ہی زوہیر کا خلق تک کڑوا ہو گیا۔

"سوری ماما میرے پاس کسی کے لیے اتنا فالتو وقت نہیں ہے شاپنگ کروانے کا۔" زوہیر نے عکاشہ کو ناپسندیدگی سے دیکھتے کہا جس پر عکاشہ بھی تپ گئی۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم جیسے فضول انسان کے ساتھ جانے کا۔"

"تمہیں جانے کا کہہ کون رہا ہے؟ نہ جاؤ۔" زوہیر نے صاف کندھے اچکا دیئے۔۔

"ہاں تو جا بھی نہیں رہی۔ تمہارے ساتھ جانے سے بہتر میں اکیلی چلی جاؤں یا جاؤں ہی نہیں۔"

"اوکے چلی جاؤ میرا بھی فالتو میں ٹائم برباد ہونے سے بچ جائے گا۔"

عائشہ بیگم دونوں کو پریشانی سے دیکھنے لگی کہ آخر وہ کیا کریں ان دونوں کا۔۔؟ ان کا خیال تھا کہ دونوں اکٹھا ٹائم سپینڈ کریں۔ جھگڑا کریں گے۔۔ لیکن یہ جھگڑا ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گا۔۔ اور دونوں میں بات چیت شروع ہو جائے گی۔۔ لیکن یہاں تو ایک شیر تو دوسرا سوا سیر تھا۔۔ مجال ہے کہ کوئی ایک ہی جھک جائے۔۔

"ارے بھئی کون کہاں جا رہا ہے۔؟" ہدیہ نے بھی لاؤنج میں آتے خوشگوار انداز میں پوچھا۔

"ارے بھابھی ایسا کرتے ہیں آج ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔۔ بھائی کی جیب پر ظلم ڈھائے کافی ٹائم ہو گیا ہے۔"

ہدیہ نے عکاشہ کی موجودگی کو دیکھتے خاصے دوستانہ انداز میں کہا۔ وہ اپنے اور عکاشہ کے رشتے

کو بہتر کرنا چاہتی تھی وہ عکاشہ کی اپنے لیے بے رخی بھرا لہجہ سمجھنے سے قاصر تھی لیکن پھر بھی وہ کوشش کر رہی تھی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔ زوہیر تم ہدیہ اور عکاشہ کو شاپنگ پر لے جاؤ۔" عائشہ بیگم کے کہنے پر عکاشہ ان کو منا نہیں کرنا چاہتی تھی اور زوہیر اور ہدیہ کے ساتھ وہ جائے ایمپا سیبل۔۔ سو وہ بغیر بحث کو طول دیئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"پھر کبھی ڈھالینا یہ ظلم ابھی میں واجد سے مل لوں۔ پھر اس نے آؤٹ آف سیٹی جانا ہے۔" زوہیر بھی ہدیہ کے بال خراب کرتا واجد سے ملنے چلا گیا۔ عائشہ بیگم نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا اور مسکراتے ہوئے اداس کھڑی ہدیہ کو اپنے پاس بلا کر پیار کرتے باتیں کرنے لگی۔۔۔

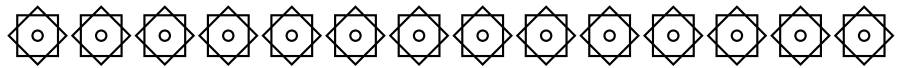


"میں سوچ رہی ہوں ایک دو دن میں عائشہ کے ہاں چکر لگا آؤں۔ ریان اور ہدیہ کے نکاح کے بعد ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" وہ لوگ شام کا کھانا کھا رہے تھے جب بختاور بیگم نے بات کا آغاز کیا۔

"ہاں لگا لو چکر۔ لیکن اب تم لوگ عکاشہ والے معاملے پر بات نہ کرنا۔ جو بھی ہے بیٹی کا معاملہ ہے۔ جیسے بھی سہی اب وہ عکاشہ کا سسرال ہے اور اب دوہری رشتہ داری ہے۔ میں نہیں چاہتا بدمزگی ہو۔" ارسلان صاحب کھانا مکمل کرتے کہا۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہگ۔۔ اب دل بڑا کرنے سے ہی معاملے حل ہونگے۔" بختاور بیگم نے بھی ارسلان صاحب کی حمایت کی۔

"ٹھیک ہے تم کچھ دن میں ریان کو لے کر چکر لگا آنا۔ مجھے کام کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہے۔" ارسلان صاحب کے کہنے پر بختاور بیگم نے محض سر ہلا دیا جبکہ ریان خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔



زوہیر اپنی ضروری فائل تیار کر رہا تھا جب ملازمہ نے عائشہ بیگم کے بلاوے کا پیغام دیا۔۔ وہ جلدی جلدی اپنا کام سمیٹتا دروازہ ناک کرتے عائشہ بیگم کے روم میں آ گیا۔

"بیٹھو۔۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" عائشہ بیگم نے بیڈ پر جگہ بناتے کہا۔ وہ سر ہلاتا عائشہ بیگم کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"زوہیر تمہارا جو بھی مسئلہ ہے مجھے کھل کر بتاؤ۔" عائشہ بیگم نے بغیر کسی تہمید کے بات کا آغاز کیا۔
"کونسا مسئلہ ماما؟ میں سمجھا نہیں۔"

"تمہیں عکاشہ سے جو مسئلہ ہے مجھے وہ جاننا ہے۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ایک تو بغیر کسی قصور کے تم نے زبردستی اس سے نکاح کیا اوپر سے بد تمیزی سے بات کرتے ہو۔" عائشہ بیگم جیسے زوہیر کے رویے سے اکتا گئی تھیں۔

"کیا۔۔ آپ اسے قصور وار نہیں مانتی سب کچھ جاننے کے باوجود بھی؟" زوہیر کو گویا شاک ہی لگ گیا۔

"ہاں مجھے اس نے بتایا کیسے تم نے اسکا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی زبردستی حراس کیا۔۔ نکاح کیا تم نے۔ یہاں تک کہ اسکی بیمار ماں تک کا خیال نہیں کیا۔۔ میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی زوہیر کہ تم ہدیہ اور ریان کے نکاح کے لیے عکاشہ کو استعمال کرو گے۔۔ تم نے عکاشہ سے نکاح صرف اس لیے کیا نہ کہ ریان اور ہدیہ کا نکاح ہو جائے؟ تم جان گے تھے کہ ہدیہ ریان میں انٹر سٹیڈ ہے ریان مان جائے اس لیے تم نے عکاشہ کو اس کی بہن سمجھ کر"

"کیا۔۔؟ ماما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ ہاں میں مانتا ہوں کہ میں نے عکاشہ کو کیڈنیپ کروایا لیکن اس لیے کہ میں نے دیکھا تھا اپنی بہن کو خون میں لت پت۔۔ اس نے صرف اس عکاشہ کی باتوں میں آکر ایسا قدم اٹھایا تھا۔" زوہیر نے اس پل کو یاد کرتے ضبط سے کہا۔

"کیا مطلب پوری بات بتاؤ مجھے۔" عائشہ بیگم زوہیر کی باتوں سے خود الجھ گئی تھیں۔۔

"ماما ہدیہ نے ریان کے بارے میں مجھے پہلے ہی بتایا تھا۔ تھوڑا بہت میں جانتا تھا کہ ریان اچھا لڑکا ہے۔۔ ہدیہ کو ایک بار لینے گیا تھا تب ریان سے ملاقات تو نہیں ہوئی لیکن دیکھا ضرور تھا۔۔ ہدیہ کی سوسائٹیڈ کے واقعے والے دن میں نے ریان اور عکاشہ کو ایک شاپنگ مال میں دیکھا تھا۔ مجھے ریان پر غصہ آیا جو میری بہن کو چیٹ کر رہا تھا۔ لیکن مجھے پہلے ہدیہ سے بات کرنی تھی اسی لیے میں گھر آیا اور سیدھا اسی کے کمرے میں گیا لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر میں دھنگ رہ گیا۔" زوہیر نے ایک پل کو اپنی آنکھیں کرب سے بند کر لیں۔

"ماما سامنے ہدیہ خون میں لت پت تھی اس کے کلائیوں سے خون متواتر بہہ رہا تھا وہ درد سے تڑپ رہی تھی۔۔ میں جلدی سے اس کی طرف بڑھا لیکن وہ مسلسل ریان کا نام ہی لے رہی تھی۔۔ ماما آپ کو پتہ جب ہم ہدیہ کو ہسپتال لے کر گئے۔۔ مجھے لگا بابا جان کی طرح ہم ہدیہ کو بھی کھو دیں گے۔۔ ماما۔۔ بابا جان کے بعد میں آپ دونوں میں سے کسی کو بھی کھونے کی سکت نہیں ہے۔۔" بات کرتے کرتے زوہیر کی آنکھ سے آنسو بہہ نکلا۔۔ جیسے اس نے دائیں بائیں ہاتھ کی پشت سے صاف کر دیا۔

"مجھے اپنی بہن کو اس حال تک پہنچانے کا انتقام لینا تھا میں گھر آیا ہدیہ کا موبائل چیک کیا۔ جس میں لاسٹ کال زمل کی تھی اور زمل کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ ہدیہ کی کلوز فرینڈ ہے۔۔ میں نے کال بیک کی کچھ دیر کی کوشش کے بعد کال ریسیو ہو گئی۔

"ہیلو۔۔" کال کے ریسو ہوتے ہی زوہیر نے بے چینی سے کہا۔

"کو۔۔ کون۔۔؟" دوسری طرف زل، ہدیہ کی بجائے کسی انجان لڑکے کی آواز سن کر گھبرا گئی تھی۔
جانے کیوں اسے غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"دیکھیں زل میں ہدیہ کا بھائی بات کر رہا ہوں۔۔" ساتھ ہی ہدیہ کے سوسائڈ کرنے کے بارے میں
بھی بتا دیا۔

"آپ ہدیہ کی دوست ہیں آپ کو کچھ تو معلوم ہو گا کہ ہدیہ کے یہ سب کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کیا
کیا ہے رہا ن نے؟"

"وہ۔۔ وہ۔۔" زل کو سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے۔ اب وہ کیسے بتاتی کہ اسی نے ہی ہدیہ کو یہ راستہ
دیکھایا تھا۔ تبھی زوہیر کو ریان کے ساتھ انجان لڑکی کا گھومنا نظروں کے سامنے لہرا گیا۔
"کہیں اس کی وجہ وہ لڑکی تو نہیں۔" زوہیر نے پرسوچ انداز میں زیر لب کہا۔

"کو۔۔ کون۔۔ لڑکی؟" زل کی جان پر بن آئی تھی کہ کہیں زوہیر کو پتہ نہ چل جائے کہ زل کی
باتوں میں آکر ہدیہ نے یہ قدم اٹھایا ہے۔

"آج میں نے ایک لڑکی کو ریان کے ساتھ مال میں دیکھا تھا۔" اور زل کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ
ریان کی کزن عکاشہ ہے کیونکہ ریان نے اسے سرسری بتایا تھا کہ وہ عکاشہ کے ساتھ شاپنگ پر ہے۔
تبھی زل کے دماغ نے فٹ سے کام کرنا شروع کر دیا تھا

"جی۔۔ وہ۔۔ لڑکی وہی ہے۔ عکاشہ۔۔ جس کی وجہ سے۔۔ ہدیہ نے۔۔ یہ قدم اٹھایا۔۔ میں اسے یہی
سمجھانے کے لیے۔۔ بات کر رہی تھی۔۔ لیکن اس نے میری سنی ہی نہیں۔۔ اور۔۔ اور کال بند کر
دی۔۔" زل نے اٹکتے اٹکتے بات مکمل کی۔۔ زل کی بات سنتے ہی زوہیر کا خون خول اٹھا، اعصاب

غصے سے تن گئے۔۔ اس نے کال بند کی اور فوراً رشید کو طلب کرتے اس لڑکی کے بارے میں معلومات نکلوانے کا کہا اور خود آگے کا لائحہ عمل پل میں ہی تیار کر لیا۔۔

"رشید کی معلومات کے بعد میرے آدمی موقع کی تلاش میں تھے اور پھر ہمیں جلد ہی موقع مل گیا جب عکاشہ اکیلی ہاسپٹل کے باہر پائی گئی۔۔ اور عکاشہ کو کڈنیپ کرتے فارم ہاؤس میں لے آئے۔۔ لیکن اس کا مسلسل انکار سے مجھے مزید غصے میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔ ہدیہ کی صحت یابی کے بعد آخر میں کب تک اسے وہاں رکھ سکتا تھا۔۔ ریان کی زندگی سے عکاشہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکالنے کے لیے صرف ایک ہی راستہ تھا۔ عکاشہ کا نکاح۔۔ جو عارضی طور پر میں نے کر لیا کہ ہدیہ اور ریان کے نکاح کے بعد میں عکاشہ کو طلاق دے دیتا۔۔ لیکن اس نے آپ کو مزید میرے خلاف بدگمان کر دیا جس سے میری نفرت میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔۔ جب جب وہ میرے سامنے آتی ہے میرے اندر کی نفرت بڑھتی جاتی ہے۔۔ صرف اس کی وجہ سے ہدیہ اس حال کو پہنچ گئی اور اب آپ صرف اس کی وجہ سے مجھ سے بدگمان ہیں یہاں تک کہ آپ نے صرف اُس کی وجہ سے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔ اب آپ بتائیں ماما میں نفرت نہ کروں اس سے تو کیا کروں۔۔؟؟" زوہیر نے اپنی بات مکمل کرتے عائشہ بیگم کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

عائشہ بیگم مزید الجھ گئیں اگر زوہیر کی باتوں پر سوچتی تو عکاشہ غلط اور زوہیر صحیح لگ رہا تھا لیکن عکاشہ کی بات کو سوچتی تو عکاشہ بے قصور لگتی۔۔ اگر دونوں ہی سچے تھے تو غلط کون تھا۔۔؟

"بتائیں ماما۔"

"مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی عکاشہ نے کہا تھا وہ نہ تمہیں جانتی تھی نہ ہدیہ کو تم نے اسے بے قصور ہوتے حراس کیا اور نکاح کیا لیکن تم جو بتا رہے ہو وہ۔۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔" عائشہ بیگم

نے الجھن سے کہا۔

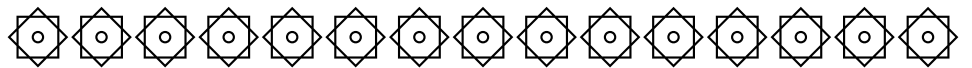
"اما وہ جھوٹ بولتی ہے۔۔ جب ریان سے اس کی شادی نہیں ہو پائی تو وہ اب دولت کی لالچ میں یہاں آئی ہے۔۔"

"نہیں کلثوم ایسی نہیں تھی۔۔ عکاشہ اس کی بیٹی ہے۔ بھلے ہی وہ متوسط طبقے سے تھی لیکن وہ ایسا لالچ کی غرض سے نہیں کر سکتی۔" عائشہ بیگم یہ ماننے سے انکاری تھیں کہ عکاشہ دولت کی لالچ میں یہاں آئی ہے۔

"آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں اما۔۔ آپ کہیں تو میں اسے طلاق دے کر نکال دیتا ہوں۔۔ مسئلہ ہی ختم کریں۔ سارے گھر کا سکون غارت ہو گیا ہے جب سے وہ یہاں آئی ہے۔۔" زوہیر نے کڑواہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔ اب میں خود دیکھ لوں گی مجھے کیا کرنا ہے۔۔ تم بس اپنا رویہ نارمل رکھو۔۔ پہلے ہی گھر کا ماحول خراب ہو چکا ہے مزید کچھ نہیں کرو گے تم۔۔ اب میں ہدیہ سے بھی بات کروں گی اس بارے میں۔۔ ہدیہ سے جاننے کے بعد ہی اصل بات معلوم ہو گی۔"

"ٹھیک ہے اما جیسا آپ چاہیں۔۔ اوکے اب میں چلتا کچھ آفس کا کام کر لوں۔" زوہیر کہتا ہوا عائشہ بیگم کو پیار کرتا کمرے سے چلا گیا۔۔ عائشہ بیگم زوہیر اور عکاشہ کی باتوں کو سوچنے لگی کہ کس کی بات میں صداقت تھی۔۔ اب ہدیہ سے بات ہی اس معاملے کو سلجھا سکتی تھی۔



ہدیہ یونیورسٹی کے لیے تیار ناشتہ کرنے کیچن میں آئی تھی لیکن سامنے عکاشہ کو اپنے لیے چائے بناتے دیکھ کر اس کے پاس آگئی تھی۔۔

"کیا بنا رہی ہیں؟" لیکن ہمیشہ کی طرح کوئی جواب نہ آیا۔

"بھابھی آپ مجھ سے خفا ہیں؟" ہدیہ نے آخر ہمت کرتے ایک بار پھر سے عکاشہ کو مخاطب کیا لیکن عکاشہ خاموش کھڑی ابلتے پانی میں پتی ڈالنے لگی۔ حالانکہ ملازم تھے لیکن وہ اپنے چھوٹے موٹے کام خود ہی کیا کرتی تھی۔

"اچھا لائیں دیں مجھے، میں بنا دیتی ہوں آپ کے لیے چائے۔" ہدیہ نے عکاشہ کے ہاتھ سے دودھ والا ڈبہ لینا چاہا لیکن عکاشہ نے غصے سے اس کا ہاتھ تیزی سے چٹک دیا اور اگلے ہی پل ہدیہ کی دلخراش چیخ خاموش فضا میں پھیل گئی۔ عکاشہ کے ہاتھ جھٹکنے سے ہدیہ کا ہاتھ سیدھا گرم کیتلی کو لگا جس سے وہ ہدیہ کے ہاتھ پر الٹ گئی۔ گرم کڑھتا پانی ہدیہ کے ہاتھ پر گرتا اسے جھلسا گیا۔۔ ہدیہ کا جلا ہوا ہاتھ پکڑے درد سے کڑاہتے دیکھ کر عکاشہ گھبرا گئی اور ہدیہ کا ہاتھ فوراً پکڑنا چاہا لیکن کسی نے اس کا ہاتھ انتہائی جارحانہ انداز میں جھٹک دیا۔ عکاشہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو زوہیر آنکھوں میں غصے کی سرخ لکیر لیے اسے دیکھتا جلدی سے ہدیہ کا ہاتھ دیکھنے لگا۔ جو مکمل طور پر سرخ ہو چکا تھا۔ ہدیہ کی آنکھیں درد سے آنسوؤں میں ڈوب ڈبا گئیں۔ زوہیر نے جلدی سے بوا کو آواز دی اور ان سے مرہم لے کر ہدیہ کے ہاتھ پر لگا دیا لیکن ہدیہ کے آنسوؤں میں کوئی کمی نہ آئی۔ جو زوہیر کے غصے کو آپے سے باہر کر گئی۔ زوہیر ہدیہ کی آنکھوں میں آنسو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔؟ تبھی عکاشہ چولہا بند کرتی باہر جانے کو پلٹنے لگی جب زوہیر نے خاصے جارحانہ انداز میں اسکا بازو دبوچ لیا۔

"کیوں کیا تم نے یہ؟"

"دیکھو۔۔ میں نے۔۔ جا۔۔ جان بوجھ۔۔ کر نہیں۔۔ ک۔۔ کیا۔" عکاشہ نے اٹکتے کہا زوہیر کا غصہ اسے گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"بند کرو یہ اپنی بکواس۔۔ تمہاری اتنی ہمت کہ تم نے میری بہن کا ہاتھ جلایا۔۔؟" زوہیر نے ایک ہاتھ سے واپس چولہا آن کرتے کہا۔۔ عکاشہ زوہیر کا ارادہ بھانپ کر ہاتھ اپنی پشت پر چھپا دیے اور عائشہ بیگم جو آوازیں سن کر یہاں آئی تھیں۔ زوہیر کو اتنے غصے میں پہلی بار دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔۔

"نہیں بھائی پلیز نہیں بھابھی کا قصور نہیں ہے۔" ہدیہ نے زوہیر کے خطرناک عزائم دیکھ کر اپنا درد بھلائے فوراً زوہیر کا بازو تھامتے کہا۔ جس کا زوہیر پر کوئی خاص اثر نہ ہوا وہ ویسے ہی عکاشہ کا ہاتھ کھینچنے لگا اور جلتے چولہے کے قریب لے جانے لگا۔ آگ کی ہلکی سے تپش اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے عکاشہ کی جان پر بن آئی تھ۔۔ وہ اپنی پوری قوت صرف کرتے اپنا بچاؤ کرنے لگی لیکن زوہیر کے مقابلے وہ سخت ناکام رہی۔

"ماما پلیز بھائی کو روکیں وہ بھابھی کا ہاتھ جلا دیں گے پلیز ماما۔" ہدیہ نے مدد طلب نگاہوں سے عائشہ بیگم کو دیکھا۔۔ عائشہ بیگم نے فوراً سے آگے بڑھ کر چولہا بند کیا۔

"زوہیر چھوڑو عکاشہ کو۔۔ تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گے۔" عائشہ بیگم نے عکاشہ کو زوہیر کی گرفت سے نکالنا چاہا مگر بے سود۔۔

"نہیں ماما آج نہیں۔۔ آج پھر اس نے ہدیہ کو جان بوجھ کر تکلیف دی ہے۔۔ آج تو اسکو سزا ملے گی۔" زوہیر اپنی بات مکمل کرتا عکاشہ کو گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عکاشہ خود کو چھرانے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔۔ عائشہ بیگم اور ہدیہ بھی اس کے پیچھے بڑھ گئیں۔۔ آج پہلی بار زوہیر کو اتنے غصے میں دیکھ رہی تھیں۔

زوہیر نے عکاشہ کو کمرے میں زور سے دھکا دیتے دھکیل دیا اور زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتے لاک کر دیا۔ اور چابی کو مٹھی میں بند کر لیا۔

"اس کمرے کو میری اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کھولے گا۔" زوہیر نے اپنے پیچھے بے چین اور پریشان سی عائشہ بیگم اور ہدیہ کو دیکھتے تنبیہ انداز میں کہا اور خود غصیلے تیورات لیے لمبے لمبے ڈک بڑھتا گاڑی کی چابی لیے باہر چلا گیا۔ عائشہ بیگم اور ہدیہ بے بس سی پہلے بند دروازے کو پھر زوہیر کو جاتا دیکھتیں رہ گئیں۔



جاری ہے

